عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر 9

قوتِ ایمانی

ایک اہم تاریخی واقعہ جسے دیکھ کر ایک لاکھ ساٹھ ہزار تاتاری مسلمان ہو گئے

کیرالہ بھارت

میں مسلمانوں اور قادیانیوں

کے درمیان آمنے سامنے

مُباہلہ

اخلاقِ رذیلہ

غیبت

حسد

چغلخوری

کابلی پٹھان

اور قادیانی کے درمیان

دلچسپ مناظرہ

کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں

جیب لے گیا پیمبری کے نام پر

لانا ظفر علی خان کی مشہور نظم کی طرز پر تین نظمیں

سگریٹ نوشی ـــــ ایک بُری عادت

جس سے نئی نسل بُری طرح تباہ ہو رہی ہے۔

ختم نبوّت

★کاوش بخاری بہاولنگر

زیر سرپرستی قیوم زماں قطب دوراں حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں ختم نبوت ہفت روزہ اپنی پوری آب و تاب اور جذبہ ایمانی سے سرشار وطن عزیز میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ اس کا ذیر و زیب سرورق اور تمازت ایمانی سے بھرپور مضامین پڑھ کر اور بالخصوص اشعار پڑھ کر جی جھوم جھوم جاتا ہے۔ مثلاً چند اشعار ہفت روزہ ختم نبوت کو ہدیۂ اشاعت ارسال کر رہا ہے۔

میرا رسالہ ختم نبوت
میرا حوالہ ختم نبوت
رہبر ایمان آواز قرآں
ہے دیں ہر بار ختم نبوت
میرے نبی کے سر پر خدا نے
رکھا ہے تاج ختم نبوت
سارے جرائد میں اعلیٰ و افضل
ختم نبوت، ختم نبوت
مرزائی ہیں اس سے واقف نہ کیسے
نکلا ہے جب سے ختم نبوت
رہتا ہے کاوش بے چین و مضطر
پڑھ لے نہ جب تک ختم نبوت

ہم مرزائیوں کی کوئی حرکت برداشت نہیں کریں گے

★حاجی غلام محمد ٹانک

ایک سکول ماسٹر نے مجھے ایک کھلا لٹریچر جو مرزائیوں کی طرف سے تھا دیا۔ میں نے ماسٹر سے پوچھا کہ یہ خط کہاں سے آیا ہے؟ ماسٹر نے کہا کہ یہ خط سکول کے پتہ پر آیا ہے۔ اس خط (لٹریچر) میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ قادیانیت کی کھلی تبلیغ ہے۔ یہ خط ہائی سکول ٹانک شہر کے پتہ پر آیا ہے۔ میں نے یہ خط سپیشل برانچ کی سی آئی ڈی کو دکھایا۔ اور اپنے علاقے کے علماء کرام اس سوال سے آگاہ کیا۔ جو فیصلہ علماء کرام کے درمیان ہو جانے کا اس کے بعد (اسسٹنٹ کمشنر ٹانک) کو بھی آگاہ کر دیں گے۔ ٹانک شہر اور اس کے آس پاس کے علاقے کے دوسرے سکولوں سے بھی اس قسم کے لٹریچر آنے کی معلومات کر رہے ہیں۔ ابھی تک کسی دوسرے سکول میں کوئی لٹریچر وصول نہیں ہوا۔ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ جب تک مکمل راز معلوم نہ ہو جائے اور یہ جرأت کیسے۔ یہ پٹھانوں (پشتونوں) کا علاقہ ہے ہم مرزائیوں کی کوئی حرکت برداشت نہیں کر سکتے

بزم ختم نبوت

پہلا خط

عبدالصمد قریشی بہاولنگر

میں پہلی مرتبہ بزم ختم نبوت میں لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کا نہیں ہم سب کا قادیانیوں اور مرزائیوں کے لئے یہ رسالہ ضرب (مرزائیت) تصادم بن کے جاری رہے۔ جس کی حقیقت اس حد تک ہی جانی کم ہے۔ یوں تو الحمدللہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ دینی تدابیر پڑھتا رہتا ہوں مگر سب اپنی جگہ لیکن ختم نبوت ایک قابل رشک اور بہترین کاوش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہمارے شہر بہاولنگر میں الحمدللہ دفتر ختم نبوت ہے۔ مگر مجھے اس کے بارے میں علم نہ تھا۔ پچھلے دنوں میری ناک کا آپریشن ہوا۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال بہاولنگر میں دس سال کے بعد جب ٹہلنے کے لئے باہر نکلا تو میری ملاقات فاروق حبیب الله صاحب سے ہوئی ان کے پاس سائیکل تھی۔ ٹوکری میں یہ پرچہ ختم نبوت رکھا ہوا تھا۔ میری نظر جب اس پرچہ پر پڑی تو میں نے نہایت ہی اچھے انداز میں ان سے اس پرچہ کی تفصیل پوچھی۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ ختم نبوت رسالہ ہے جو ختم نبوت کے دفتر نادر شاہ بازار میں ملتا ہے میری طبیعت وہ سمجھ گئے۔ اور مجھے یہ پرچہ دے دیا۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ بہت ہی ایمان افروز تحریریں لکھی ہوئی تھیں۔ خاص طور پر قادیانیت کے خلاف

باقی صفحہ ۲۷ پر

مضامین نگار حضرات توجہ فرمائیں

بعض حضرات ایسے مضامین ارسال کرتے ہیں۔ جو صاف لکھے ہوئے نہیں ہوتے۔ ایسے ہی نظمیں میں بھی بے تکی موصول ہوتی ہیں۔ ان دوستوں کا اصرار ہوتا ہے۔ ہمارا مضمون ضرور شائع کیا جائے ورنہ واپس کر دیا جائے۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہی مضمون قابل قبول ہوں گے۔ جو صاف اور خوشخط لکھے ہوئے ہوں گے اور معیاری ہوں گے۔ خبریں بزم اور نونہالان کے صفحہ کیلئے بھی یہی شرط ہے۔ اگر معیاری اور صاف مضامین موصول نہ ہوئے تو انہیں ردی کی نذر کر دیا جائے گا۔ ہم ان مضامین کو واپس بھیجنے کے پابند نہیں ہیں۔ قارئین مضامین، نظمیں، خبریں، خطوط اور نونہالان کے صفحہ کے لئے اپنی نگارشات بھیجنے سے پہلے مذکورہ ہدایات پیش نظر رکھیں۔ نونہالان کے صفحہ کے لئے بعض بچے صرف اقوال زریں بھیجتے رہتے ہیں۔ آئندہ اقوال زریں نہ بھیجیں۔ چھوٹے چھوٹے مضامین بھیجیں۔ ان شاء اللہ ضرور شائع ہوں گے۔

(فقط محمد حنیف ندیم)

ختم نبوت زندہ باد
مولانا مطلوب صدیقی
آشتمس فارم منگانے کے لئے جوابی لفافہ ہمراہ بھیجیں
حکیم ظہور احمد صدیقی، خانقاہ آدمشاہ گجرات

ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت: ۸ تا ۱۴ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ
مطابق ۱۱ تا ۱۷ اگست ۱۹۸۹ء
جلد نمبر (8) شمارہ نمبر (9)

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی — مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

اِس شمارے میں

نمبر شمار — نام مضمون — صفحہ نمبر

۱ — ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی منافقت (اداریہ) — ۵
۲ — صاحب خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم — ۶
۳ — امام عدل وحریت حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ — ۷
۴ — اخلاقِ رذیلہ — ۹
۵ — قوتِ ایمانی ، ایک اہم تاریخی واقعہ — ۱۱
۶ — حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ — ۱۲
۷ — کابلی پٹھان اور قادیانی کے درمیان دلچسپ مناظرہ — ۱۵
۸ — کیرالہ بھارت میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان آمنے سامنے مباہلہ — ۱۸

سرپرستان
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ — مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب — پاکستان
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب — بنگلہ دیش
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمد داؤد یوسف صاحب — برما
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب — متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب — جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب — برطانیہ
- حضرت مولانا محمد منظور عالم صاحب — کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب — فرانس

نارتھ امریکہ
- وینکوور — جمال عبدالستار
- ایڈمنٹن — عامر رشید
- وینی پیگ — میاں حمید
- ٹورنٹو — حافظ سعید احمد
- مونٹریال — آفتاب احمد
- واشنگٹن — کرامت اللہ
- شکاگو — محمد عبدالغنی
- لاس اینجلس — نزل سعید
- میکر بنشو — چوہدری محمد شریف گوندل

بیرون ملک نمائندے
- قطر — قاری محمد اسماعیل رشیدی
- دوبئی — قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی — قاری وصیف الرحمٰن
- برما — محمد یوسف
- باربیڈوس — اسماعیل قاضی
- سوئٹزرلینڈ — لیے زکو الصاری
- برطانیہ — محمد اقبال
- اسپین — راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک — محمد ادریس
- ناروے — میاں اشرف جاوید
- افریقہ — محمد منیر افریقی
- مدغاسکر — محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ — اسماعیل ناخدا
- ری یونین فرانس — عبدالرشید بزرگ
- بنگلہ دیش — محی الدین خان
- مغربی جرمنی — شاق الرحمٰن
- سنگاپور — سید میر حسن بخاری

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۔ ۷۴۲۰۰
فون نمبر: ۷۱۱۹۷۸

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ — ۱۵۰ روپے
ششماہی — ۷۵ روپے
سہ ماہی — ۳۵ روپے
فی پرچہ — ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۳۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بھیجئے یونائیٹڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان

ایڈیٹر وپبلشر عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع : سید شاہد حسن — مطبع : القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت : ۱۰۳ ، بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

القرآن

کنتم خیر امة — الی زخرفہ

ترجمہ: تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

(القرآن)

حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والوں کا تعلق دوسرے ایمان والوں سے ایک مضبوط عمارت کے اجزاء کا سا ہونا چاہیے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

(الحدیث)

صحابہ کرام رضؓ

صحابہ کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین فراستِ ایمانی کی دولت سے مالا مال تھے۔ وہ نہ دھوکہ دیتے تھے نہ دھوکہ کھاتے تھے وہ کسی کو فریب نہیں دیتے تھے۔ یہ تو واضح بات ہے وہ اس سے بہت بلند تھے لیکن ہم میں سے بہت سے لوگ ان کے اس وصف کی طرف توجہ نہیں دیتے کہ صحابہ کرام رضؓ کسی کے دجل و فریب کا شکار بھی نہیں ہوتے تھے۔ وہ بڑے ذہین، فطین اور بیدار عقل و شعور والے افراد تھے۔ ان کی عقل ان کی طبیعتیں دین کی روح اور دینی تعلیمات کے خلاف کسی چیز کو گوارا نہیں کرتی تھیں۔ وہ دلکش نعروں، پرفریب مغالطوں اور نظر فریب مظاہر کا شکار نہیں ہوا کرتے تھے

(از مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ)

قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے

علامہ اقبال

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی منافقت اور دجل

مغربی سامراج کے نوبل انعام یافتہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام (جسے سامراجی انعام یافتہ ہونے کے حوالے سے عبدالسام کہنا زیادہ مناسب ہے) نے بھارت کی حکومت کو "اگنی میزائل" کی تیاری پر مبارک باد کا پیغام بھیجا ہے۔

قبل ازیں اس نے ایک انٹرویو میں کہا تھا:۔

"میری خواہش ہے کہ پاکستان اور اسلام کی خدمت کروں ...... مجھے حکومت پاکستان کی طرف سے آفر ہوئی تو اپنے ملک کی خدمت کے لئے بڑی سے بڑی آفر کو ٹھکرا دوں گا .... حالیہ سائنس کانفرنس کے دوران ان کی ملاقات وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو سے ہوئی وہ ملک میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی شدید خواہش مند ہیں"

(امن کراچی ۹ جون ۱۹۸۹ء)

پاکستان نے گزشتہ چند ماہ میں کچھ دور مار میزائلوں کے تجربے کر کے سائنس اور ٹیکنالوجی کے معاملے میں قابل قدر ترقی کی ہے۔ جس کا سہرا بلاشبہ ایک سچے مسلمان اور محب وطن پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر کے سر ہے۔ جن پر پوری پاکستانی قوم کو بجا طور پر فخر ہے۔

ڈاکٹر مذکور نے "اگنی میزائل" کا تجربہ کرنے پر بھارتی حکومت کو مبارکباد بھیجی۔ مگر پاکستانی ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود حکومت پاکستان اور اہل پاکستان کو سائنس اور ٹیکنالوجی میں عظیم کامیابی پر منہ سے ایک لفظ نہ نکالا۔ اس لئے کہ اس عظیم کامیابی کا کریڈٹ پاکستان کے عظیم سپوت محترم جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو جاتا ہے۔ اگر کوئی قادیانی ہوتا تو پوری دنیا میں ڈاکٹر عبدالسلام اور قادیانی اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملانا شروع کر دیتے۔ لکن بے اپنے سامراجی آقاؤں سے کہہ کر اس کے لئے نوبل پرائز طرز کا کوئی انعام بھی دلوا دیتے۔

بہرحال بھارتی حکومت کو مبارک باد کا پیغام ارسال کرنے سے ڈاکٹر مذکور کی پاکستان دشمنی اور بھارت دوستی کھل کر سامنے آگئی ہے۔ آخر ڈاکٹر مذکور آنجہانی مرزا محمود کا پیروکار ہے جس نے اکھنڈ بھارت کی پیش گوئی کی جسے پورا کرنے کے لئے نہ صرف ڈاکٹر عبدالسلام بلکہ ہر قادیانی کوشاں ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کہوٹہ ایٹمی پلانٹ ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ جس پر یہود و نصاریٰ پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ اس پلانٹ میں اب بھی خاصی تعداد میں قادیانی موجود ہیں۔ کہوٹہ پلانٹ پر حال ہی میں جناب زاہد ملک کی کتاب "کہوٹہ ایٹمی پلانٹ اور ڈاکٹر عبدالقدیر" شائع ہوئی اس کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پر موجود قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کے ذریعے پلانٹ کا نقشہ اور خفیہ معلومات سی آئی اے کی مہیا کر دی۔ اگر یہ بات درست ہے تو اس سے ایک بار پھر یہ بات عیاں ہو گئی کہ قادیانی پاکستان کے دشمن ہیں۔

ڈاکٹر مذکور نے اپنے انٹرویو میں اسلام اور ملک کی خدمت کرنے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ جہاں تک ان کی ملک سے ہمدردی یا محبت کا تعلق ہے۔ وہ تو اکھنڈ بھارت کے نظریہ، اگنی میزائل پر بھارتی حکومت کو مبارک باد پیش کرنے اور کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کے راز اور نقشے سی آئی اے کو مہیا کرنے سے صاف ظاہر ہے۔ لیکن جہاں تک اسلام کی خدمت کا تعلق ہے تو ہم بھی بتا دیں کہ قادیانی کا اسلام کیا ہے۔ ڈاکٹر مذکور کا پیشوا مرزا قادیانی آنجہانی اپنا مذہب یا اسلام یوں پیش کرتا ہے:۔

"سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ...... ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ ...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں"

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صفحہ ۔ د)

یہی وہ اسلام ہے جس کی خدمت کا عزم لیکر ڈاکٹر مذکور اب پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے سائنس کانفرنس کے حوالے سے کہا ہے کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو ملک میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی شدید خواہش مند ہیں ——— فطری بات ہے کہ حکمران خواہ کوئی بھی ہو۔ وہ اپنی تعریف

باقی صفحہ ۱۰ پر

صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم

محمد شفیع عمرالدین ۔ میرپور خاص

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ خلق کے بارے میں فرمایا ہے۔

وانک لعلی خلق عظیم ہ (القلم۔ آیت۴)

ترجمہ! اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر۔

(حضرت شیخ الہند محمود حسنؒ)

حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: بے شک آپ تو بڑے ہی اچھے اور بلند پایہ خلق پر ہیں۔

ایسے اخلاق حمیدہ اور پسندیدہ اخلاق کر دنیا میں ان اخلاق و اعمال نے مسلمانوں کو عزت و حکومت عطا کی۔

خلق خا اور لام کے ضمہ کے ساتھ عبارت کو کہا جاتا ہے اچھی عادت کو خلق حسن اور بری عادت کو خلق سوء یعنی بداخلاقی سے تعبیر کریں گے تو خلق حسن یا خلق عظیم انسان میں اس طبعی ملکہ کو کہا جاتا ہے جس کے باعث انسان پسندیدہ کام سہولت سے کر سکتا ہے بہرکیف علمی اور اخلاقی حیثیت عملہ کو خلق کے لفظ، سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً حیا سخاوت شجاعت ہمدردی و اعانت، وصلہ رحمی صبر و حلم اور ہر بری بات اور بیہودہ خصلت سے پرہیز اور نفرت کرنا تو اس طرح کا وصف انسان کی فطرت میں رچا ہوا ہے کہ تمام باتیں بے تکلف اس سے واقع ہوتی رہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان جملہ اخلاق حسنہ اور پسندیدہ خصلتوں سے نہ صرف یہ کہ متصف ہیں بلکہ دنیا نے ان باتوں کو صرف آپ ہی سے سیکھا ہے

ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا خلق کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن کریم تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی خوش خلق نہ تھا جب بھی کسی نے کام کے لیے بلایا آپ نے اس کا کام کر دیا ہم نے کبھی آپ نے کسی کو گالی نہ دی نہ ہی برا بھلا کہا۔

حضرت انس بن مالکؓ فرمایا کرتے تھے میں نے دس برس آپ کی خدمت کی اس طویل مدت میں آپ نے کبھی مجھے کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا"۔ اور کوئی غلط کر لیا تو یہ نہیں فرمایا کہ: "یہ کیوں کیا" (معارف القرآن)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی جبلت اور پیدائش میں ہی پسندیدہ اخلاق بہترین خصلتیں اور پاکیزہ عادتیں رکھیں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا عمل قرآن کریم پر ایسا تھا کہ احکام قرآن کریم کا مجسم عملی نمونہ تھے ہر امر کو بجالاتے اور ہر نہی سے اجتناب فرماتے آپ کی یہ حالت تھی گویا قرآن کریم میں جو کچھ ہے وہ آپ کی عادتوں اور کریمانہ اخلاق کا ہی بیان ہے

(تفسیر ابن کثیر)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

انما بعثت لاتمم صالح الاخلاق (الجامع الصغیر)

ترجمہ! میں مبعوث کیا گیا ہوں کہ عمدہ ترین اخلاق کو مکمل کر دوں۔

لہذا آپ نے اپنی امت کو انسانی زندگی کے سب شعبوں میں بلند ترین اور عمدہ ترین اخلاق کی تعلیم دی ہے نشر الطیب از حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ میں ہے کہ:-

آپ کسی کو دشنام نہ دیتے تھے اور نہ سخت بات فرماتے تھے اور لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اس سے اچھا سلوک کرتے تھے جو شخص آپ کو نہ دیتا تھا آپ اس کو دیتے تھے اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا تھا آپ اس سے درگزر فرماتے تھے تورات میں آپ کی یہ صفت لکھی ہوئی ہے..... نہ آپ بدخلق ہیں اور نہ سخت مزاج ہیں اور نہ برائی کے بدلے برائی کرتے ہیں بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں (ختم)

معدن الدقائق کے باب "کان" میں ہے کہ!

آپ اہل اور بچوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے آپ لوگوں کی تکلیفیں برداشت کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔

آپ تمام لوگوں سے زیادہ عدل کرنے والے تھے آپ کنواری لڑکی سے زیادہ حیادار تھے آپ کا ہنسنا تبسم (مسکرانا) ہوتا تھا۔ آپ زیادہ خاموش رہتے تھے آپ متواضع تھے مگر اس میں ذلت کا شائبہ نہ تھا آپ تبسم کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے آپ اپنے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے تھے آپ بچوں سے گذرتے تو انہیں سلام فرماتے تھے آپ ہر وقت یاد الٰہی میں رہتے تھے آپ بیمار کی بیمار پرسی فرماتے اور جنازہ کے ہمراہ تشریف لے جاتے تھے اور غلام کی دعوت قبول فرما لیتے، تھے اور سخی اور بہادر تھے آپ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش خلق تھے

مکہ فتح ہوا تو حرم کے صحن میں جہاں آپ کو گالیاں دی گئیں آپ پر نجاستیں پھینکی گئیں آپ کے قتل کی تجویز منظور ہوئی قریش کے تمام سردار مفتوحانہ کھڑے تھے جو اسلام کو مٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے تھے وہ بھی تھے جو آپؐ کو جھٹلایا کرتے تھے وہ بھی تھے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے۔ وہ بھی تھے جو آپ کو گالیاں دیا کرتے تھے جنہوں نے آپ پر پتھر پھینکے تھے آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے آپ پر تلواریں چلائی تھیں وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کے عزیزوں کا ناحق

خون کیا تھا اور ان کے جگر کے ٹکڑے کئے تھے وہ بھی تھے جو غریب و بیکس مسلمانوں کو ستاتے تھے ان کے سینوں پر اپنی جفا کاری کی آتشیں مہریں لگاتے تھے ان کو جلتی ریتوں پر لٹاتے تھے دہکتے کوئلوں سے ان کے بدن کو چھیدتے تھے آج یہ سب مجرم سرنگوں سامنے تھے۔

پیچھے دس ہزار خون آشام تلواریں (حضرت) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے کی منتظر تھیں دفعۃً زبان مبارک کھلتی ہے سوال ہوتا ہے "قریش! بتاؤ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ جواب ملتا ہے" محمد تو ہمارا شریف بھائی اور شریف بھتیجا ہے "ارشاد ہوتا ہے آج میں وہی کہتا ہوں جو (حضرت یوسف علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ لا تثریب علیکم الیوم۔ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں اذھبوا فانتم الطلقاء جاؤ تم سب آزاد ہو (خطبات مدراس از مولانا سید سلیمان ندوی)

"غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کے عسکر نے فتح مکہ نہیں کیا تھا بلکہ خلق خدا اور عفو و رحم مصطفوی نے اہل مکہ کے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔

فتح کے بعد غنیمت کے طور پر کفار کے مال و جنس پر قبضہ کرنے کا تو کیا ذکر ہے مہاجرین مسلمان جو مکہ سے اجڑ کر گئے تھے ان کے گھروں پر کفار نے قبضہ کر لیا تھا۔

اب ان مسلمانوں نے نبی کریم سے اپنی جائدادوں کے واپس دلانے کی درخواست کی لیکن آپ نے اس درخواست کو بھی نامنظور کر دیا گویا مدعا یہ تھا کہ جن چیزوں کو خدا کے لیے چھوڑ چکے ہو اب ان کی واپسی کا کیوں سوال کرتے ہو۔ (رحمۃ للعالمین)

تاریخ عالم سے عفو و رحم کی ایسی بلند پایہ اور کوئی مثال پیش کرنا ناممکن ہے فاتح حکمران کے برتاؤ کا نقشہ ملکہ سبا کے قول سے ظاہر ہے جو قرآن میں ہے کہ:

"بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے سرداروں کو بے عزت کرتے ہیں (النمل آیت ۳۴)

ہر کلمہ گو کو چاہیے کہ اخلاق حسنہ کے مطابق اپنے آپ کو پسندیدہ اخلاق سے مزین کرے۔

امام عدل و حریت حضرت فاروق اعظم رض

متعلم: محمد اشرف، جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی

اگر چہ کب ہے تعریف و توصیف عمر کرنا
دکھانا ہے چراغ اے دوست گویا مہر تاباں کو
عمرؓ ہے نام ایمان و عمل کے ایسے پیکر کا
کہ جس کی شخصیت پہ ناز ہے خود دین و ایماں کو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت خدا کی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ کا ایک عجیب نمونہ تھی۔ آپؓ کا لقب فاروق اور کنیت ابو حفص ہے۔ نویں پشت میں سلسلہ نسب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ سے قبل ۳۹ آدمی مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ آپ وہ ذات گرامی ہیں جن کو خود رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کریم سے مانگا ہے گویا آپ مراد رسولؐ ہیں آپؓ کی فضیلت میں آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کافی ہے کہ "نبوت مجھ پر ختم ہو گئی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے"۔

آپؓ وہ اسلام کے عظیم فرزند ہیں کہ ایمان لانے کے بعد پہلے ہی دن سے آخر دم تک مسلمانوں کی خدمت اور اسلام کی سربلندی کے لئے کام کرتے رہے۔ آپ ہی کے دور خلافت میں لشکر اسلامی کو فتوحات نصیب ہوئیں اور سلطنت اسلامیہ کو وسعت ملی۔ قیصر و کسریٰ کے ملکوں میں نعرۂ توحید آپؓ کی کوششوں سے بلند ہوا۔

آپؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ "شیطان عمرؓ کے سائے سے بھاگتا ہے"۔ آپ نے تواضعاً اپنے لئے امیر المومنین کہلانے کو پسند فرمایا۔ آپؓ کی ذات نہایت جلیل القدر اور عظیم المرتبت جامع کمالات ہے۔

امام عدل و حریت اور فاتح روم و ایران خلیفہ راشد ثانی سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہی اسلامی سال نو کے آغاز کے لئے یکم محرم الحرام کو منتخب فرمایا۔

آپؓ کی سیرت و کردار اسلامی تاریخ میں نشان عظمت و معیار عدل ہے۔ آپؓ کا دور خلافت مثالی فتوحات اور انقلابی اصلاحات کا زریں باب ہے۔ منصفانہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں آپ کا فکر و عمل سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

خاتم النبیین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا

سے پردہ فرمانے کے بعد دینِ توحید اور امت مسلمہ کی پاسبانی کا کام ایک پہاڑ تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ بوجھل، یہ ناقابلِ برداشت بوجھ اسلام کے دو مخلص ترین فرزندوں نے متحد ہو کر اپنے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ ان میں پہلی شخصیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی۔ اور دوسری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ انہیں ایک طرف فراقِ رسول ﷺ کا غم کھائے جاتا تھا اور دوسری طرف اسلامی امت کے مسائل ان کے دل و دماغ کو گھلائے جاتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضور ﷺ کے بعد آپ صرف سوا دو سال جی سکے۔ اس کے بعد یہ پورا بوجھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر آ گیا۔

تدبر و شجاعت کے پیکر نے جس مشقت اور جانکنی سے اپنے فرضِ خلافت انجام دیئے اس کا اندازہ درج ذیل واقعات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

ہرمزان بڑی شان و شوکت والا سپہ سالار تھا۔ شہنشاہ ایران نے اسے دو صوبوں کی گورنری دے کر مسلمانوں کے مقابلے میں بھیجا تھا۔ جنگ ہوئی تو ہرمزان نے اس شرط پر ہتھیار ڈالے کہ اسے مدینہ میں صحیح و سلامت پہنچایا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کچھ بھی فیصلہ کریں گے اسے منظور ہوگا۔ ہرمزان بڑی شان و شوکت سے روانہ ہوا۔ بڑے بڑے ایرانی رئیس اس کے ہمرکاب تھے۔ جب یہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو اس نے مرصع تاج سر پہ رکھا۔ دیبا کی قبا زیب تن کی، کمر سے مرصع تلوار لگائی اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوا۔ مسجد نبوی کے پاس جا کر پوچھا گیا کہ "امیر المومنین کہاں ملیں گے؟"

ایرانیوں کا خیال تھا کہ جس کے دبدبے نے تمام دنیا میں غلغلہ ڈال رکھا ہے اس کا دربار بھی بڑے ساز و سامان کا ہوگا۔ ایک بدوی نے اشارہ سے بتایا کہ، "وہ ہیں امیر المومنین"!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت صحن مسجد میں فرشِ خاک پر لیٹے ہوئے تھے جب یرموک میں ۴۰ ہزار رومی مسلمانوں کے ساتھ لڑے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حال تھا؟

صحیح روایت میں ہے کہ جب تک یہ لڑائی رہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کے وقت چین سے نہیں سوئے پھر جب فتح کی خبر پہنچی تو بے اختیار سجدے میں گر گئے اور آنسو بہانے لگے۔

سیدنا فاروق اعظم نے اپنے عہد میں عیاض کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ کوفے کے لوگوں نے آکر شکایت کی کہ عیاض نے اپنے رہنے کے لئے بہت بڑا محل بنوایا ہے اور وہاں بڑے عمدہ کپڑے پہنتا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر عیاض کو کوفے سے مدینہ بلوایا۔ جب کوفہ کا گورنر حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

عیاض میں نے سنا ہے کہ تم نے اپنے رہنے کیلئے ایک عمدہ محل بنوایا ہے اور تم ایسے کپڑے پہنتے ہو جو عام مسلمانوں کو نہیں ملتے"۔ عیاض اس کا جواب نہ دے سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "جاؤ تم ایک سال کے لئے اپنی نوکری سے معطل ہو۔ ایک سال تم سرکاری اونٹوں کو جنگل میں جا کر چرایا کرو اور روزانہ کنوئیں سے پانی نکال کر انہیں پلایا کرو"۔ عیاض نے کہا۔

"حضور یہ سزا بڑی سخت ہے"۔

عادل حکمران سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "تمہارا باپ بھی تو یہی کام کرتا تھا اگر تم ایک سال کے لئے یہ کام کر دو گے تو کون سی بڑی بات ہے"۔

اندازہ کیجئے خلیفۂ وقت کے فیصلے کا کس طرح گورنر کو گورنری سے ہٹا کر اونٹوں کے چرانے پر مجبور کیا۔ آج دورِ خلافت کی بات کرنے والے حکمرانوں کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کو دیکھنا چاہیئے۔

عدل و انصاف کی ایک اور روشن مثال ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک دفعہ ایسا جرم کیا جس کی سزا اسی (۸۰) درے مقرر تھی بیٹے کو یہ سزا دینے کا حکم آپ رضی اللہ عنہ نے سنا دیا۔ مدینے کے تمام لوگ ایک کھلے میدان میں اکٹھے ہو گئے آپ کے بیٹے کو ہتھکڑیاں پہنا کر وہاں لایا گیا اور درمیان میں کھڑا کر دیا گیا، درے مارنے والے نے درے مارنے شروع کر دیئے جس وقت لڑکے کو ستر (۷۰) درے لگ چکے تو لڑکا مر گیا۔ درے مارنے والا رک گیا آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا "درے مارنے سے کیوں رک گئے ہو؟"

حضور! آپ رضی اللہ عنہ کا بیٹا مر چکا ہے اب درے مارنے کا کیا فائدہ"۔ درے مارنے والے نے جواب دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ خود آگے آئے اور درہ لیکر خود اپنے لڑکے کی لاش پر باقی درے پورے کئے اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے لاش کو ہاتھوں پر اٹھا لیا اور فرمایا:۔

"لوگو! دیکھو میں نے شریعت کا حکم پورا کر دیا ہے میں یہ تو پسند کرتا ہوں کہ میرے بیٹے کو دروں سے مار ڈالا جائے لیکن یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ دوزخ کی آگ میں جلے"۔

یہ تھا عدل و انصاف، شریعت اسلامی کے احکامات کا پاس اور خوفِ آخرت کا عالم کہ بیٹے تک کو سزا سے دوچار ہونا پڑا۔ اس قسم کی درخشندہ مثالیں ہمیں دیکھنی چاہئیں کہ قانون کی رو سے اپنے تو کیا پرائے بھی نہیں چھوٹ سکتے۔ اگر ہم دورِ خلافت کا ورد کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں قانون کی پابندی کرنا ہوگی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

عمر رضی اللہ عنہ تاریخ اسلامی کا وہ مینار ہے جس سے
ضیائے عدل و حق پہنچی جہانِ نوع انساں کو

خلیفۂ وقت ہوتے ہوئے آپ مسلمانوں کی چوکیداری کیا کرتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو میرے مکان پر آئے میں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے کیوں تکلیف کی مجھ کو بلا لیا ہوتا، فرمایا! ابھی مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ شہر سے باہر ایک قافلہ اترا ہے لوگ تھکے ماندے ہوں گے آؤ ہم چل کر پہرہ دیں چنانچہ ہم دونوں گئے اور رات بھر پہرہ دیتے رہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات رات بھر نمازیں پڑھتے تھے اور اس قدر روتے تھے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی۔ آنسوؤں کی روانی سے چہرہ اقدس پر دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔

ایک موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا دنیا کے تمام لوگ بخش دیئے گئے ہیں تب بھی میرا خوف زائل نہیں ہوگا میں سمجھوں گا شاید وہ ایک بدقسمت میں ہی ہوں گا"۔

بیت المال یعنی خزانے کا بہت خیال فرماتے تھے اس معاملے میں حد درجہ رعایا کی دولت کا لحاظ فرماتے تھے۔ تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ بیماری میں شہد کی ضرورت کے وقت اجازت طلب کی۔

سیدنا عمرؓ نے اپنے شاندار عہد حکومت میں ہر صیغہ میں نئی باتیں ایجاد فرمائیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

بیت المال قائم فرمایا، عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے، دفتر مال قائم کیا۔ فوجی دفتر ترتیب دیا، مردم شماری کرائی، نہریں کھدوائیں شہر آباد کرائے۔ یعنی کوفہ، موصل، بصیرہ، فسطاط وغیرہ جیل خانے قائم فرمایا۔ راتوں کو گشت کر کے رعایا کے حالات دریافت کرنے کا طریقہ نکالا جا بجا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں، پولیس کا محکمہ قائم فرمایا۔ مکہ سے مدینہ تک مسافروں کے آرام کے لئے مکانات بنوائے۔ مکاتب قائم کئے۔ نماز تراویح جماعت سے قائم کی۔ اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔ غزلیہ اشعار میں عورتوں کے نام لینے سے منع کیا۔ حالانکہ یہ طریقہ عرب میں مدتوں سے جاری تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام سے اس کام کو پورا کیا۔

موطا امام مالک کے مطابق فجر کی اذان میں الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اضافہ فرمایا اور شراب کی حد کے لئے اسی (۸۰) درّے مقرر فرمائے وغیرہ۔

ایک روز فیروز نامی ملعون نے صبح کی نماز میں آپ پر خنجر سے حملہ کر دیا جس سے پھر جانبر نہ ہو سکے۔

انتقال سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے بیٹے عبداللہ سے ارشاد فرمایا:۔

میرے کفن میں بے جا صرف نہ کرنا۔ اگر میں اللہ کے ہاں بہتر ہوں تو مجھے از خود بہتر لباس مل جائے گا اگر بہتر نہیں تو بہتر کفن سے کیا فائدہ ہے

پھر فرمایا۔

میرے لئے لمبی چوڑی قبر نہ کھدوائی جائے اگر میں اللہ کے ہاں مستحق رحمت ہوں تو از خود میری قبر حد نگاہ تک وسیع ہو جائے گی۔ اگر مستحق رحمت نہیں ہوں تو قبر کی وسعت میرے عذاب کی تنگی کو دور نہیں کر سکتی۔"

ان درد انگیز وصیتوں کے بعد تھوڑے ہی لمحے بعد فرشتۂ اجل سامنے آگیا اور آپؓ جاں بحق تسلیم ہو گئے۔

یہ یکم محرم الحرام ۲۴ھ روز ہفتہ کا دن تھا اس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس کی تھی اور مدت خلافت بمطابق "الفاروق" از شبلی نعمانی، دس برس چھ ماہ اور چار دن تھی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے قبر مبارک میں اتارا۔ دنیائے اسلام کے اس درخشندہ ترین آفتاب کو آقائے انسانیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ہمیشہ کے لئے سلا دیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

نہ جانے کتنے گل اسلام پیدا کر چکا لیکن
عمرؓ وہ گل ہے جس پہ ناز ہے سارے گلستاں کو

اخلاقِ رذیلہ

غیبت — چغلخوری — حسد

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ غیبت و چغل خوری، کس قدر ہولناک برائی ہے۔ کبھی دانستہ ایسی بات کر جاتے ہیں۔ یا مذاق میں کر جاتے ہیں۔ جس کے نتائج خوش گوار نہیں ہوتے۔ بلکہ ہمیں اپنے عمل پر پچھتانا پڑتا ہے۔

سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے کہ!

"اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کی جاسوسی مت کیا کرو۔ اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرے گا۔ کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے پس یقیناً بُرا سمجھنے لگو گے "

سورۃ لہب میں فرمایا کہ:۔

ترجمہ: وہ ضرور شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا۔ اور اس کی جورو بھی لگائی بجھائی کرنے والی۔

اس سورۃ میں "حمالۃ الحطب" جس کا لفظی معنی ہے لکڑیاں ڈھونے والی۔ مفسرین نے اس

تحریر: شاہانہ مرتضیٰ

کے مختلف معنی بیان کئے ہیں۔ حسن بصریؒ، مجاہد اور سفیان ثوری کہتے ہیں۔ کہ وہ لوگوں میں فساد ڈالنے کے لئے چغلیاں کھاتی پھرتی تھی۔ اس لئے اسے عربی محاورے کے مطابق لکڑیاں ڈھونے والی کہا گیا ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جو شخص گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لاد رہا ہو اسے عربی محاورے کے مطابق کہا جاتا ہے کہ وہ فلاں شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لاد رہا ہے۔ "حاملہ الحطب" کے وہی معنی ہیں جو اردو زبان میں "آگ لگانے" کے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے "سورۃ النور" میں کہ:۔

"اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔ اور جھوٹ بولنے سے بچتے رہو۔ اور چاہیئے کہ معاف کریں۔ اور درگزر کریں"

اسی طرح فضول خرچی اور بخل دونوں سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ اسلام کے مطابق اگر ہم بخل کر کے مال جمع کرتے رہیں۔ تو مرنے کے بعد وہ ہمارے کسی کام کا نہ ہوگا۔ سورۃ محمد آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ہے کہ :۔

ترجمہ :۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ اس پر تم میں سے کچھ لوگ ہیں۔ جو بخل کر رہے ہیں۔ حالانکہ جو بخل کرتا ہے۔ در حقیقت اپنے سے ہی بخل کر رہا ہے۔ اللہ تو غنی ہے۔ تم اس کے محتاج ہو۔

سورۃ الفرقان میں ہے کہ :۔

ترجمہ :۔ جو خرچ کرتے ہیں۔ تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں۔ نہ بخل۔ بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

یعنی نہ تو ان کا حال یہ ہے کہ عیاشی، شراب نوشی اور شادی بیاہ میں فضول روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر شان دکھانے کے لئے غذا، مکان، لباس اور تزئین پر روپیہ لٹاتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کی یہ کیفیت ہے کہ زر پرست آدمی کی طرح پیسہ جوڑ جوڑ کر رکھیں۔ نہ خود کھائیں اور نہ بال بچوں کی ضروریات پوری کریں۔ اور نہ کسی راہ خدا میں خوش دلی کے ساتھ دیں۔ یہ دونوں قسم کے لوگ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

بدگمانی اور طعنہ زنی کے بھی کچھ زیادہ نتائج نہیں نکلتے ہم مسلمانوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ایک دوسرے کی عزت اور ذات پر حملہ کریں۔ ایک دوسرے کی دل آزاری ایک دوسرے سے بدگمانی، ایک دوسرے کے عیوب کا تجسس ایسی باتیں ہیں جو آپس میں عداوت و دشمنی پیدا کرتی ہے۔ اسلام ہر شخص کی بنیادی عزت کا قائل ہے جس پر حملہ کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے۔ کسی کے لباس یا کسی دوسرے شخص کی تضحیک کرنا لازماً اس تضحیک میں اپنی بڑائی اور دوسرے کی تذلیل و تحقیر کے جذبات کارفرما ہیں۔ جو اخلاقاً سخت معیوب ہیں۔ اس لئے اس عمل کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔

اسی ضمن میں سورۃ الحجرات میں ہے کہ :

ترجمہ :۔ اے ایمان والوں مذاق نہ کریں۔ مرد دوسرے مردوں پر شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں۔ شائد وہ بہتر ہوں ان سے۔ اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے کو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے یاد کریں۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں۔ وہی ظالم ہیں۔

غرور و تکبر

غرور اور تکبر کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ اور سب سے بڑی مثال ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ کہ خاتم النبیین اور دو جہاں کے سردار ہونے کے باوجود جنہوں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سادہ طرز زندگی اختیار کی۔ یہ سب دنیاوی باتیں ہیں۔ اللہ کے نزدیک نہ کوئی چھوٹا ہے نہ بڑا ایسے ہی وقت کے لئے حضور کا آخری خطبہ کہ :۔

نہ کسی گورے کو کالے پر نہ عربی کو عجمی پر، نہ امیر کو غریب پر نہ کسی بڑے کو چھوٹے پر فضیلت ہے۔ اور اگر اللہ کے نزدیک کوئی بڑا اور افضل ہے۔ تو اپنے عمل یعنی تقوی پر۔ ایسے ہی موقع پر اقبال نے کہا :۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا۔ نہ کوئی بندہ نواز

غرور اور تکبر کے لئے الحدید کی آیت نمبر ۲۳ میں ہے کہ :۔

ترجمہ :۔ اور جو کچھ اللہ تمہیں عطا فرمائے اس پر پھول نہ جاؤ۔ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ اور فخر جتاتے ہیں۔

اور سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۶۳ میں ہے کہ :

ترجمہ :۔ رحمان کے اصلی بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں۔

المختصر اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہی شخص پسندیدہ ہے۔ جو سلیم الطبع اور منکسر المزاج ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ :۔

ایک جگہ ارشاد ہے کہ جابر و متکبر کی روش سے بچو، زبان یا عمل سے فخر و غرور کی کوئی بات نہ کرو۔ نشست و برخاست، چال ڈھال، لباس، مکان، سواری، عام برتاؤ میں انکسار برتو۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کریں۔ ہر لحظہ ہر قدم پر آپ کی تقلید کریں۔ ایک دیانت دار اور قابل اعتبار انسان بنیں۔ تاکہ دنیا و آخرت سنور جائے۔ اور ایسے تمام عملوں سے پرہیز کریں۔ جو گمراہی و تباہی کی طرف جاتے ہیں۔ آئیں اس سال دنیا کو اپنے عمل سے اتنا حسین بنا دیں کہ سب خوش و خرم رہیں۔ (آمین)

اعلان

گزشتہ ہفتہ کا شمارہ کراچی کی شدید بارشوں کے سبب شائع نہیں ہو سکا جس کے لیے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمائیں۔

(ادارہ)

دوکان جیسے سونے کی کان

عربین جیولرز جس کا نام

جہاں پر عمدہ اور جدید ڈیزائن کے زیورات دستیاب ہیں۔

تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

حسین سینٹر زیب النساء اسٹریٹ صدر کراچی

فون نمبر : ۵۲۵۵۲۵

قوتِ ایمانی

ایک اہم تاریخی واقعہ جسے دیکھ کر ایک لاکھ ساٹھ ہزار تاتاری مسلمان ہو گئے

چھٹی صدی ہجری میں تاتاری اپنے علاقوں سے نکل کر ترکستان سے لے کر سارے وسط ایشیا تک چھا گئے، روس تک جا پہنچے۔ جنگجو قبائل کے یہ وحشی قبائل جو جنگلی جانوروں کا گوشت کھاتے تھے اور لباس کے طور پر ان کی کھال اوڑھ لیتے تھے اسلامی دنیا پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ بے شمار مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالا اور بڑے بڑے متمدن شہروں کو خاکستر بنا ڈالا۔ اس زمانہ میں تاتاریوں کا رعب اس قدر طاری تھا کہ ایک تنہا تاتاری راستہ میں ایک مسلمان کو پکڑتا اور کہتا کہ یہیں ٹھہرو میں گھر سے ہتھیار لے کر آتا ہوں تو تم کو قتل کر دوں گا وہ تلوار لینے چلا جاتا اور مسلمان کو یہ ہمت نہ ہوتی کہ وہاں سے بھاگ جائے۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ ایک ایک تاتاری سو سو مسلمانوں کو اس طرح ہنکا کر لے جاتا تھا جس طرح چرواہا ریوڑ کو ہنکا کر لے جاتا ہے۔ ان کی قوت اس قدر ناقابل تسخیر سمجھی جانے لگی کہ یہ مقولہ ضرب المثل بن گیا۔ "اگر تم سنو کہ تاتاری شکست کھا گئے تو اس خبر پر یقین نہ کرنا" مگر یہی ناقابل تسخیر سیلاب صرف ایک کلمہ ایمان سے غرق ہو گیا۔ تاتاریوں نے علماء و محدثین کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا انہیں میں ایک باخدا بزرگ شیخ جمال الدین بھی تھے یہ بزرگ کاشغر سے دو سو کلومیٹر دور بجانب مشرق "آق سو" کی آبادی میں سفر کر رہے تھے۔ انہیں دنوں اتفاق سے ایک تاتاری شہزادہ تغلق تیمور خان یہاں کے شکار کے لئے آیا ہوا تھا اس کا حکم تھا کہ رعیت کے تمام لوگ اس کے ساتھ شکار میں شریک ہوں چنانچہ علاقہ کی پوری آبادی اس کے ہمرکاب تھی یکایک اس کی نظر شیخ جمال الدین اور ان کے رفیقوں پر پڑی جو ایک گوشہ میں بیٹھے آرام کر رہے تھے تیمور نے حکم دیا کہ انہیں اس کے سامنے حاضر کیا جائے "میرا حکم ہے کہ ساری رعایا میرے ساتھ چلے پھر تم میرے حکم کے خلاف یہاں کیوں بیٹھے ہو" خان نے غصہ میں کہا۔ "ہم پردیسی ہیں اور ہمیں آپ کے حکم کا بالکل علم نہ تھا" شیخ نے جواب دیا۔ اس عذر کو سننے کے بعد خان نے انہیں چھوڑ دیا مگر اپنے ایک شکاری کتے جسے وہ خنزیر کا گوشت کھلا رہا تھا اشارہ کر کے کہنے لگا "اے بڈھے! بتا کہ تو اس کتے سے اچھا ہے یا کتا تجھ سے اچھا ہے؟" شیخ نے جواب دیا "اگر مجھ میں ایمان ہے تو میں اچھا ہوں ورنہ کتا مجھ سے اچھا ہے"۔ یہ جواب تاتاری شہزادہ کے دل پر اثر کر گیا۔ اس نے ایک امیر کو حکم دیا کہ اس شخص کو اپنے گھوڑے پر سوار کر کے میرے خیمے میں لے جاؤ۔ شیخ جمال الدین جب تغلق تیمور خان کے خیمے میں آئے تو اس نے پوچھا کہ "وہ کیا چیز ہے جو انسان کو کتے سے بہتر بنا دیتی ہے؟" "اسلام" اور پھر اسلام کی حقیقت اس طرح بیان کی کہ بے اختیار رونے لگا۔ آخر میں اس نے کہا "ابھی میرے اختیارات محدود ہیں جب میں تخت پر بیٹھوں اس وقت ضرور میرے پاس آنا میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس وقت میں مسلمان ہو جاؤں گا" شیخ جمال الدین نے واپس آ کر اپنے بیٹے ارشد الدین کو سارا قصہ سنایا اور ان کو وصیت کی کہ اگر میں تغلق تیمور خان کی مسند نشینی سے

محمد اقبال ——— حیدر آباد

پہلے مر جاؤں تو اس سے مل کر قبول اسلام کا قصہ ضرور یاد دلا دینا۔ اس وصیت کے کچھ ہی دن بعد شیخ جمال الدین کا انتقال ہو گیا۔

۱۳۴۰ء میں امرائے دولت کے مشترکہ فیصلہ کے تحت تغلق تیمور خان کو منگولستان (منگولیا) کا خاقان تجویز کیا گیا اور وہ بڑے کروفر کے ساتھ حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا۔ شیخ ارشد الدین یہ خبر سنتے ہی پایہ تخت کی طرف روانہ ہو گئے مگر کئی روز تک خاقان کے دربار تک رسائی نہ ہو سکی آپ ہر روز صبح کے وقت خاقان کے خیمہ کے قریب پہنچ جاتے اور بلند ہی اس قوت سے اذان دیتے کہ ساری وادی گونج اٹھتی۔ آخر ایک دن جب کہ خاقان کی نیند اذان کی آواز سے اچاٹ ہو گئی تھی اس نے حکم دیا کہ اس بے ادب شخص کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔

"تم کون ہو جو ہر روز منہ اندھیرے آ کر ہمارے خیمہ کے پاس چلانے لگتے ہو" "میں اس شخص کا بیٹا ہوں" شیخ ارشد الدین نے کہنا شروع کیا "جسے آپ نے ایک موقع پر اسلام قبول کرنے کا قول دیا تھا میرے باپ کا انتقال ہو چکا ہے اور اب میں مرحوم کی وصیت کے مطابق آپ کو یاد دلانے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔"

تغلق تیمور خان کو اپنا وعدہ یاد آ گیا بستر سے اٹھ کر مسند پر آ بیٹھا اور شیخ کو پوری عقیدت کے ساتھ اپنے پہلو میں جگہ دی اس کے بعد کہا "میں تخت نشینی کے وقت سے آپ کا منتظر ہوں اب آپ آ گئے ہیں تو بتائیے میں کیا کروں" شیخ نے تغلق تیمور خان کو غسل کرنے کے بعد کلمہ پڑھا کر اس کو مسلمان کیا۔

اب شیخ کے مشورہ کے مطابق خاقان نے مغولستان میں اسلام کی اشاعت شروع کی پہلے اس نے ایک ایک امیر کو الگ الگ بلا کر دین حق کی دعوت دی اس طرح بہت سے امیر مسلمان ہو گئے آخر میں جب امیر جراس کو دعوت دی گئی تو اس نے عجیب نازک صورت پیدا کر دی اس نے یہ شرط پیش کی کہ اگر شیخ ارشد الدین میرے پہلوان ساتغن بقا کو کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ خاقان نے ہرچند اس شرط کو ختم کرنا چاہا مگر امیر راضی نہیں ہوتا تھا۔ اس اثنا میں شیخ ارشد الدین کھڑے ہو گئے اور کہا "مجھے امیر کی شرط منظور ہے۔"

ان الفاظ کو سنتے ہی خاقان کے دربار میں سناٹا چھا گیا امیر جراس خوشی سے اچھل پڑا دوسری طرف خاقان کا دل بجھ گیا۔ ساتغن بقا ایک انتہائی قوی اور زور آور پہلوان تھا خاقان نے سوچا کہ شیخ کو چونکہ اس کی بابت کچھ علم نہیں ہے اس لئے انہوں نے شرط منظور کر لی حالانکہ ان جیسا کمزور آدمی کبھی بھی اس دیو ہیکل پہلوان کے مقابلے میں ٹھہر نہ سکے گا اور اس طرح ان کی شکست سے اسلام کو شکست ہو جائے گی۔

مگر شیخ ارشد الدین بھری مجلس میں الفاظ ادا کر چکے تھے اب خاقان کے لئے رضامندی کے سوا کوئی چارہ کار باقی

نہ رہا تھا ملک کے تمام طول و عرض میں ساتغنی بقا اور شیخ ارشد الدین کی کشتی کا اعلان کر دیا گیا۔ امیر جبرایس نے اس دنگل کے اشتہار میں اپنی زیادہ سے زیادہ طاقت صرف کر دی۔ ایک بہت بڑا مقام اس کشتی کے لئے تجویز ہوا۔ کشتی سے کئی دن پہلے خاقان کا صدر مقام ہجوم خلائق سے بھر گیا۔ تمام امرائے اور تمام گورنر آئے۔ تمام عہدہ سوار آئے ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہو گئے اور خود امیر جبرایس بڑی شان کے ساتھ میدان میں آیا۔ مغلوستان کا سب سے بڑا پہلوان ساتغنی بقا بھی اسکے ساتھ تھا۔

شاہی نقارہ پر چوٹ پڑی اور لوگوں نے دیکھا کہ امیر جبرایس کا پہلوان میدان میں مست ہاتھی کی طرح کھڑا ہوا ہے دوسری طرف سے ایک کمزور اور نحیف فقیر نکلا۔ تماشائیوں نے اپنی سانسیں روک لیں مسلمان دعاؤں میں مشغول ہو گئے اب دونوں پہلوان ایک دوسرے کے بالکل قریب آگئے تھے۔

دفعتاً شیخ ارشد الدین کے جسم میں حرکت ہوئی اور انہوں نے تیزی سے ایک ہاتھ اٹھا کر ساتغنی بقا کو ایک طمانچہ رسید کیا خدا کے حکم سے یہ قضا کا طمانچہ بن گیا۔ ساتغنی بقا اسی وقت زمین پر گرا اور فوراً مر گیا۔

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر اس قوت اور شدت سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ دشت و جبل گونج اٹھے۔ کفر و اسلام کی کشتی خدا کے حکم سے ایک ہی منٹ میں ختم ہو گئی اس وقت جتنے بھی لوگ میدان میں جمع تھے سب کے سب خدا کے آگے جھک گئے شام ہوتے ہوتے ایک لاکھ ساٹھ ہزار تاتاریوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح ایک شخص کی ایمانی قوت نے اس مہیب اور عظیم مسئلہ کو حل کر دیا جس کو حل کرنے کے لئے تمام مادی تدبیریں ناکام ہو چکی تھیں جب تاتاری مسلمان ہو گئے تو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کاروائیاں بھی خود بخود ختم ہو گئیں۔ وحشی تاتاریوں کو فوج شکست نہ دے سکی تھی مگر اسلام کی قوت نے انہیں جیت لیا۔

ہماری خود اپنی تاریخ کا یہ صفحہ ہمیں ایک عظیم سبق دیتا ہے وہ سبق یہ ہے کہ ایک کمزور ترین آدمی بھی سخت ترین قوت کے مقابلہ میں بازی جیت سکتا ہے مگر کب؟ اس وقت جبکہ اس کے اندر ایمان کی طاقت پیدا ہو جائے۔

صحابیات

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما

اسلام کی ایک عظیم بیٹی جسے نطق رسالت ﷺ سے ذات النطاقین کا لقب ملا۔

تحریر: محترمہ مہ جبین سالک لاہور

حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت عائشہؓ آپ کی سوتیلی بہن اور حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ آپ کے حقیقی بھائی تھے آپ کی والدہ قریش کے ایک معزز سردار عبدالعزیٰ کی بیٹی قتیلہؓ تھیں۔

حضرت اسماءؓ ہجرت سے ستائیس سال قبل مکہ میں پیدا ہوئی تھیں اور ان کی شادی ان کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن العوامؓ سے ہوئی۔ حضرت زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ہجرت نبوی سے اٹھائیس سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ آپ آنحضرت صلعم کے پھوپھی زاد بھائی اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضؓ کے حقیقی بھتیجے تھے۔ بہت عالی حوصلہ، بہادر اور اولوالعزم آدمی تھے۔ حضرت زبیر نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کی تھیں۔ اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شادی کے بعد حضرت زبیر کے چھ بچے ہوئے حضرت عبداللہ بن زبیر، عروہ، منذر، خدیجہ ام الحسن اور عائشہ۔

حضرت اسماء ان تمام خوبیوں سے مالا مال تھیں۔ جو کہ صحیح معنوں میں اسلام کی عظیم بیٹی کے لئے ضروری ہیں۔ اخلاق کا پیکر تھیں نہایت صابرہ شاکرہ، خدمت گزار، تحمل مزاج، خوددار، فیاض اور نیکی کی طرف مائل تھیں۔ حق گوئی تدبر اور استقلال میں اپنی مثال آپ اور اخلاقی جرأت سے مالا مال تھیں۔ اسماء کو ذات النطاقین کا لقب ملا ہوا تھا اس بارے میں روایت مشہور ہے کہ:

مکہ میں تبلیغ اسلام کے بعد کفار مکہ نے آنحضرت صلعم کو بہت تنگ کیا اور ہر قسم کی ایذائیں اور تکالیف پہنچائی گئیں۔ حتیٰ کہ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ بھی کیا۔ ان تمام مسائل کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو ہجرت فرمانے کا حکم ملا اور آپؐ نے مکہ کو خیرباد کہنے کا قصد کیا اور مدینہ منورہ کی طرف چلے گئے۔ آپؐ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانے کا خواب دیکھ چکے تھے۔ ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ سے باہر کچھ دور جا کر جبل ثور کے غار میں رک گئے۔ تاکہ دشمن اگر تلاش میں آئیں تو انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ آپ کس سمت کو گئے ہیں۔

کفار مکہ کو جب آپ کی روانگی کا علم ہوا تو وہ آپ کی تلاش میں نکلے اور اسی تلاش و جستجو کے سلسلہ میں کئی بار اس غار کے منہ تک بھی پہنچے مگر ان کو غار میں آپؐ کی موجودگی کا علم نہ

ہو سکا۔ مکہ میں آنحضورؐ کے کچھ رفقاء آپؐ کی مدد کیا کرتے تھے۔

حضرت اسماءؓ بھی انہی رفقاء میں سے تھیں یہ ہر روز رات کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لے کر جاتی تھیں۔ کفار کو جب آپ کی تلاش میں کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے سو اونٹوں کا انعام مقرر کر دیا کہ جو شخص آپؐ کی تلاش میں کامیاب ہوگیا اس کو دیا جائے گا اس بات کے تیسرے روز جب حضرت اسماءؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لے کر گئیں تو آپؐ نے فرمایا کہ علی کرم اللہ وجہہ سے کہہ دینا کہ کل رات تین اونٹ اور ایک ایسے آدمی کو لے کر آجائیں جو راستوں سے واقف ہو چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگلے روز تین اونٹ اور ایک واقف راہ آدمی کو لے کر آ گئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دو تین دن کا ناشتہ اور پانی کا مشکیزہ لانے لگیں تو ان چیزوں کو باندھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت جلدی میں کوئی رسی وغیرہ نہ مل سکی تو انہوں نے اپنی کمر سے نطاق (یعنی وہ کپڑا جو عرب عورتیں اپنی کمر کے گرد باندھتی تھیں) کھولا اور اس کے دو حصے کرکے ان دونوں چیزوں کو باندھا۔ اس پر آپ کو دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے "ذات النطاقین" کا لقب ملا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ پہنچ گئے اور قدرے سکون ہوا تو خواتین کو بلانے کا قصد کیا۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت زید بن حارثہ اور اپنے غلام ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ بھیجا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے اور حضرت اسماءؓ کے حقیقی بھائی عبداللہ بن ابوبکر بھی اپنی والدہ اور دونوں بہنوں حضرت اسماء اور حضرت عائشہؓ کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے جب مقام قبا پر پہنچے تو حضرت اسماءؓ کے ہاں عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت ہوئی۔ ہجرت کے بعد اسلام میں پہلی ولادت اسماء کی تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہ بڑی جلیل القدر صحابیہ تھیں۔ شجاعت و سخاوت میں اپنی مثال آپ اور مجسمۂ خوبی تھیں۔ بہادری و جفاکشی انتہا درجے کی ان میں تھی۔ ہجرت کے زمانے کے مصائب میں بے حد حوصلہ مندی اور جفاکشی کا مظاہرہ کرکے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنی خدمات وقف کرکے انہوں نے صحیح معنوں میں اسلام کی عظیم بیٹی ہونے کا ثبوت پیش کیا وہ عالم اسلام کی تمام دختران کے لئے ایک روشن مثال ہیں۔ خدا تعالیٰ اس مثال کو قائم رکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین۔ ثم آمین)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں اسلام لائی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ آپ نے کئی حج کئے پہلا حج رسول پاکؐ کے ساتھ ہی کیا تھا۔

سنہ ۶۴ھ میں حضرت اسماء کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عراق کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ یزید اس وقت سلطنت بنو امیہ کا فرماں روا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ پہ بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا بعد میں جب عبدالملک بن مروان نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے وزیر حجاج نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اور یکم ذی الحجہ ۷۲ھ کو مکہ معظمہ کا محاصرہ کر لیا اور رسد بھی بند کر دی گئی۔ یہ لڑائی چھ ماہ تک جاری رہی۔ محاصرے کی تکلیفوں سے تنگ آ کر حضرت عبداللہ کے ساتھی بھاگ گئے ایسے آڑے وقت میں ساتھیوں کا ساتھ چھوڑ کر جانا اور بھی پریشانی کا باعث ہوا۔

حضرت عبداللہ اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس آئے اور کہا کہ میں ساتھیوں کی بے وفائی اور بے صبری سے بہت دل برداشتہ ہوا ہوں۔

حضرت اسماءؓ نے انہیں کہا کہ اگر تمہیں یقین کامل ہے کہ تم حق اور صداقت پر ہو تو تمہیں ثابت قدم رہنا چاہئے۔ مردوں کی طرح بہادری سے لڑو اپنی جان کے خوف سے ذلت برداشت نہ کرنا جاؤ اور جفاکشی سے لڑو اگر تم شہید ہو گئے تو یہ بڑی خوشی کی بات ہو گی اور اگر تم دنیاوی خواہشات کے تابع نکلے تو تم سا بدقسمت کوئی اور شخص نہ ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی دعائیں اور نصیحتیں لے کر دوبارہ جا کر حجاج کی صفوں میں گھس گئے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حجاج نے ان کی لاش جھولے میں لٹکا دی۔ دو تین روز کے بعد حضرت اسماء اپنی ایک کنیز کو ہمراہ لیتے ہوئے تشریف لائیں تو انہوں نے دیکھا کہ لاش لٹکی ہوئی ہے۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر بھی صبر و استقلال کا دامن نہ چھوڑا اور فرمانے لگیں۔

"کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اسلام کا شہسوار گھوڑے سے اترے"!

حجاج نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تیرے لڑکے نے خدا تعالیٰ کے گھر میں بے دینی اور الحاد پھیلانے کی کوشش کی تھی جس کی اسے سزا ملی ہے۔

اس پر حضرت اسماءؓ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمانے لگیں کہ۔

"تو نے تو اس کی دنیا خراب کی ہے مگر اس نے تیری عاقبت خراب کر دی"!

چند ایام کے بعد عبداللہ ابن مروان کے حکم سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی لاش نیچے اتاری گئی حضرت اسماءؓ نے اپنے ہاتھوں سے لاش کو غسل دیا۔ اتنے دنوں تک لٹکی رہنے کے باعث لاش کی ہڈیاں اور جوڑ علیحدہ ہو چکے تھے جس کی وجہ سے بہت دقت پیش آئی۔ پھر بھی حضرت اسماءؓ نے بڑی بلند حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کام اپنے ہاتھوں ہی سے انجام دیا۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ہری پور سے ہمارے مخدوم و محترم حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب مدظلہٗ درویش نے ایک دل چسپ مضمون کے ساتھ مولانا ظفر علی خان مرحوم کی مشہور نظم "مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں" کی بحر میں تین نظمیں ارسال فرمائی ہیں۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ ختم نبوت کی تحریک سے شعراء کا اچھا خاصا طبقہ وابستہ ہے۔ انہیں توجہ دلائیں کہ وہ مولانا ظفر علی کی مشہور نظم کے انداز میں نظمیں ارسال کریں۔ اس طرح ان حضرات کا ذوق غزل سرائی بھی پورا ہوگا۔ اور تبلیغ بھی ہو جائے گی۔ چنانچہ ہم شعراء حضرت سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ نظمیں تیار کر کے جلدی سے جلدی ارسال فرمائیں۔ مصرع طرح یہی ہو۔ "مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں کتر کے جیب لے گیا پیمبری کے نام پر"

ذیل میں اسی مصرع طرح کی تین نظمیں پیش کر رہے ہیں ——— (محمد حنیف ندیم)

کتر کے جیب لے گیا پیمبری کے نام پر

از۔ سردار سعد اللہ خان سعد کھتران
رئیس وہوا ضلع ڈیرہ غازیخان

بے چھاپ جہل کی عجیب اس کے ننگ و نام پر
ہے ناز شیطنت کو آج کتنا اپنے کام پر!
تو شکل و نام پر نہ جا، یہ مومنوں کے بھیس میں
چھپا ہوا ہے مکر و فن سنبھل ہر ایک گام پر
پیام حق کہاں ہے اک، کھلا ہوا فریب ہے،
کوئی پیام دے اگر تو تف ہے اس پیام پہ!
تو بن کے سیل بیکراں مٹا دے کفر کے نشاں کے
وہ موت بھی حیات ہے جو ہو نبیؐ کے نام پر
یہ فسق ہے فجور ہے یہ دجل ہے غرور ہے
ضمیر بک رہے یہاں ٹکے ٹکے کے دام پہ
خدا کا خوف ہے جسے نہ مصطفےؐ کا شرم ہے
ہزار لعنتیں ہوں متحد ایسے بدلگام پر
اب اٹھ کہ عظمت نبیؐ سے نیک کام بالیقیں
فلک کے قدسیوں کو بھی ہے رشک اس مقام پر
"مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں"
کتر کے جیب لے گیا پیمبری کے نام پر

اٹھا کے لٹھ خلوص کا۔ سنبھل حرم کے پاسباں

سردار سعد اللہ خان سعد کھتران رئیس وہوا

وہ راہزن یقین و دیں خلاف ختم مرسلیں
یہ بات ہے اصول کی کوئی فضول ذم نہیں
"مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں"

اٹھا کے لٹھ خلوص کا سنبھل حرم کے پاسباں
وہ ٹھگ بھی ہے ٹھگیت بھی وہ راہزنوں سے کم نہیں
یہ بات ہے اصول کی کوئی فضول ذم نہیں
"مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں"
ابھی سے کھل گیا ہے۔ دجل اور فریب کا بھرم
بہت طویل راہ تھی چلا تو دو قدم نہیں
یہ بات ہے اصول کی کوئی فضول ذم نہیں
"مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں"
جہاں دیف سے خفا ہے رازدار "نام"، کا سے یعنی اگر یہ
قلم سے سر قلم نہ ہو تو پھر قلم قلم نہیں
یہ بات ہے اصول کی کوئی فضول ذم نہیں
"مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں"
بکھر گیا فریب کی قبا کا تار تار کیوں!
لباس التباس کی قبا کا کیوں بھرم نہیں
یہ بات ہے اصول کی کوئی فضول ذم نہیں
"مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں"
بنا جو دشمن نبیؐ ہوا نہ سرخرو کبھی
مجھے ثبوت کیلئے، ضرورت قسم نہیں
یہ بات ہے اصول کی کوئی فضول ذم نہیں
"مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں"
یہ سعد کی تھی آرزو کہ ہو ذلیل کو بکو
"مسیلمہ کا جانشیں گرہ کٹوں سے کم نہیں"
"کتر کے جیب لے گیا پیمبری کے نام پر"

یا وہ نہیں۔ یا ہم نہیں

سردار ہدایت اللہ خان کھکھر ساکن لتڑا ضلع ڈیرہ غازیخان

عیار ہے مکار ہے، مردود ہے وہ بالیقیں
وہ کادیانی بے حیا، شیطان لعیں سے کم نہیں

جب تک نہ ہو زیر نگیں، چھوڑیں گے اسکو ہم نہیں
اپنا تو ہے یہ فیصلہ یا وہ نہیں یا ہم نہیں
میں پوچھتا ہوں نوجواں ذرہ بھی تری غیرت کہاں
ہیں آبدیدہ مصطفےٰ دیدہ ترا پرنم نہیں
یہ وقت پھر نہ آئے گا۔ مانتی پہ تو پچھتائے گا
جام شہادت نوش کر یہ انگبیں ہے سم نہیں
اے نوجواں، میداں میں آ، ہمت دکھا قوت دکھا
مردود کو فی النار کر کیوں اس کے گھر ماتم نہیں

حیدری ہے تلوار تو خالدی ہے یلغار تو!
باطل ہو حق کے سامنے اتنا تو اس میں دم نہیں
ختم نبوت کا پلا کر جام بھر کر ساقیا،
پینے کا بھی ہے اب مزا محفل ابھی برہم نہیں
ہے فکر تیری بارہا ان کوششوں کے باوجود
اب تک ہیں تلخ جذبات کیوں وہ بزم کا عالم نہیں

□□□

کابلی پٹھان اور قادیانی کے درمیان دلچسپ مناظرہ

از: حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور

حضور خاتم النبیین علیہ السلام نے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ حضور علیہ السلام کی نقالی میں مرزا غلام قادیانی نے بھی والی افغانستان امیر عبدالرحمٰن کو خط لکھا کہ میں نبی ہوں۔ مجھ پر ایمان لاؤ۔

امیر عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ ایں جا بیا۔ ذرا یہاں بھاؤ۔ تو تم کو دعویٰ نبوت کا مزا چکھا دیا جائے گا۔ چنانچہ افغانستان میں جن لوگوں نے مرزائیت قبول کی۔ وہ سنگسار کر دیئے گئے۔

آخری قادیانی نعمت اللہ کی سنگساری پر مرزا محمود کو بہت تکلیف پہنچی۔ اور یہ فریاد لے کر وہ لندن پہنچا۔ انگریز نے تو کچھ نہ کیا۔ مگر مولانا ظفر علی خان نے ایک طنزیہ نظم لکھ دی۔ چند متعلقہ شعر یہ ہیں۔

عناد و بغض کی تصویر بن کر
گئے لندن بشیر الدین محمود
یہ مقصد آپ کا تھا اس سفر سے
کہ سرحد پر چڑھائی جائے بارود
دکھائے اس کو لندن کی تجلی
جہنم کی لپٹ جس میں ہو موجود

کوئی اس دین کے دشمن کو سمجھائے
کہ ساری کوششیں تیری ہیں بے سود
بھلا برطانیہ کو کیا پڑی ہے
تیری خاطر جہنم میں پڑے کود
جو تم بھی کیا کسی کرنیل کی میم
اٹھا کے لے گئے ہوں جسکو محسود

(محسود وزیرستان کا مشہور قبیلہ ہے۔ جو انگریزوں سے مسلسل لڑتا ہی رہا)

یہ قصہ تو ضمناً آ گیا اصل بات تو کابل کے پٹھان کے مناظرے کی تھی۔ ۱۹۴۶ء میں فقیر کی شادی کے موقعہ پر فقیر کے مرشد معظم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ راجیکندیاں ضلع میانوالی فقیر کے غریب خانہ موضع درویش نزد ہری پور تشریف لائے۔ شادی سے فراغت کے بعد حضرت مرحوم نے دہلی جانا تھا۔ رفقائے سفر میں مولانا حاجی جان محمد صاحب ساکن موضع باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان جناب حافظ میر سید عبدالحمید صاحب بہاولپوری اور فیض محمد خان کابلی بھی موجود تھے۔ یہ دسمبر کا آخری عشرہ تھا۔ ظفر اللہ قادیانی ریلوے کا وزیر تھا۔ ریلوے میں مسلمانوں کے حصے کی سب سے بڑی ملازمتیں دھڑا دھڑ مرزائیوں کو مل رہی تھیں۔ اور مرزائیوں کا دماغ آسمان پر تھا۔

مالیر کوٹلہ پٹیالہ، نابھا، دھنولہ سے ہو کر براستہ جیند کرنال دہلی جانا تھا۔ ان دنوں مرزائیوں نے دسمبر کا آخری ہفتہ اپنے ارتداد کی تبلیغ کا مقرر کر رکھا تھا۔ ہماری گاڑی جب جیند اسٹیشن پر رکی تو ایک نوجوان ہمارے کمرے میں آ دھمکا۔ اور چھوٹتے ہی کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور اب دنیا کی نجات آپ پر ایمان لانے میں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہم سب ساتھیوں نے اس پر اعتراضات شروع کئے کسی نے عبداللہ آتھم کا قصہ چھیڑا۔ کسی نے محمدی بیگم کا کسی نے ہیضے سے ٹٹی میں مرنے کا لیکن کوئی دو ٹوک فیصلہ نہ ہو رہا تھا۔ فیض محمد کابلی غور سے سوال و جواب سنتے رہے۔

یہ فیض محمد خان بڑے لحیم شحیم مضبوط جسامت طویل و عریض قد و قامت کے بزرگ تھے۔ بلا مبالغہ ان کا سر اور چہرہ چھ نمبر کے فٹ بال کے جتنا تھا۔ بھورے بھورے بال، سبز آنکھیں، ان کا قد کاٹھ دیکھ کر ویسے ہی خوف آتا تھا۔ آخر میں وہ فیصلہ کن انداز میں ہمیں کہنے لگے۔

"تم چپ رہو تم کو بات کرنا نہیں آتا ہے۔ اب اس سے ہم بات کرتا ہے۔ پھر اس مرزائی سے مخاطب ہوئے

خان کابلی۔ تم یہ بتاؤ کہ جو نبی ہوتا ہے وہ بہادر ہوتا ہے یا بزدل؟

مرزائی:۔ سچا نبی بہادر ہوتا ہے۔

خان کابلی:۔ اچھا سچے نبی کا امتی بہادر ہوتا ہے یا بزدل؟

مرزائی:۔ سچے نبی کا امتی بھی بہادر ہوتا ہے۔

خان کابلی:۔ اچھا جھوٹا نبی بہادر ہوتا ہے یا بزدل؟

مرزائی:۔ جھوٹا نبی بزدل ہوتا ہے۔

خان کابلی:۔ جھوٹے نبی کا امتی بہادر ہوتا ہے یا بزدل

مرزائی:۔ جھوٹے نبی کا امتی بھی بزدل ہوتا ہے۔

خان کابلی:۔ اچھا دیکھو ہمارا نبی پاک سچا تھا اور بہادر تھا۔ اور تمہارا نبی جھوٹا بھی تھا۔ اور بزدل بھی تھا۔ اس لئے تم جو اس کے امتی ہو جھوٹے بھی ہو اور بزدل بھی اور اس کا دلیل یہ ہے کہ جو کوئی ہمارے نبی کو گالی دے۔ تو ہم بہادر اور سچے ہیں۔ ہم اسے گالی کو ہرگز برداشت نہیں کرتے۔ بلکہ رسول پاک کی عزت کے لئے ہم اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ لیکن تم جھوٹے ہو اور بزدل بھی ہو۔ اس لئے جو تمہارے نبی کو گالی دے تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اب سنو میں کہتا ہوں تمہارا نبی مراثی تھا، کنجر تھا، بدذات تھا، اس کی ماں کی ...... اس کی بہن کی ...... اس کی بیٹی کی وغیرہ وغیرہ بہت سی مغلظات خان صاحب نے ایک ہی سانس میں سنادیں۔ پھر قمیض کے نیچے نیفے سے کمانی دار چاقو نکالا۔ اور اسے کھولا اس کا چھ انچ کا انتہائی تیز دھار کا پھل چمکتا، دمکتا۔ اور اس چاقو کو مرزائی کے سینے کی طرف تان کر کابلی خان گرجا۔ اب تم ہمارے نبی پاک کے متعلق بولو۔ بولو وہ مرزائی تھر تھر کانپنے لگا۔ سیٹ پر اس کا پیشاب بھی خطا ہوگیا۔ نیچے ایک مسافر کا بستر بھی ناپاک ہوگیا۔ اب اگلے سٹیشن پر گاڑی جو رکی تو اس مرزائی نے دروازہ بھی نہ کھولا۔ کھڑکی کھلی تھی۔ تیزی سے پہلے دو ٹانگیں باہر نکالیں۔ اور نیچے ریلوے لائن پر جا گرا۔ جان بچی سو لاکھوں پائے۔ خیر سے بدھو گھر کو آئے۔

کابلی واقعی کابلی ہوتے ہیں۔ یہ تو تھا۔ خان کابلی کا دو ٹوک مناظرہ۔ بعد میں جب ہم نے یہ قصہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تو آپ بہت محظوظ ہوئے۔ اور بعض سفر میں لطف انگیزی کیلئے کابلی خان سے وہ قصہ سنتے رہتے۔

سگریٹ نوشی —— ایک بُری عادت

نئی نسل کو اس بُری عادت سے بچانا انتہائی ضروری ہے۔

کسی بھی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں اس کا سرمایہ اس کے بچے ہیں۔ کیونکہ بچے ہی قوم کے معمار ہوتے ہیں۔ کسی کو قائداعظم بننا ہوتا ہے۔ تو کوئی علامہ اقبال کے نقوش لے کر ابھرتا ہے۔ کوئی ڈاکٹر بن کر انسانیت کی خدمت کرتا ہے۔ تو کوئی انجینئر بن کر ملک کی تعمیر میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ غرض ملک کے عمارت بچوں ہی کی وجہ سے آسمان کی رفعتوں کو چھو سکتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس ایک پہلو اور بھی ہے۔ جو بہت ہی افسوسناک ہے۔ وہ یہ کہ یہی بچے جنہیں بڑے ہو کر ملک کا نظام سنبھالنا ہوتا ہے۔ ماں باپ معاشرہ یا کسی فرد کی کوتاہی کی وجہ سے ملک و قوم کے لئے بدنما داغ بن جاتے ہیں۔ بلکہ کبھی کبھار تو وہ اپنی ذات پر بھی بوجھ بن جاتے ہیں۔

آج کل ہمارے ہاں کم عمری میں سگریٹ نوشی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ جو بڑوں کے لئے بُری چیز تو ہے ہی مگر بچوں کے لئے سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے سگریٹ نوشی سے بچوں میں کم ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں پنپنے سے پہلے ہی دم توڑ جاتی ہیں۔ اور وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ جاتے ہیں۔

ہمارے ہاں عموماً دس سے پندرہ برس کی عمر کے بچے سگریٹ نوشی شروع کر دیتے ہیں۔ شہروں میں یہ تناسب کم ہے۔ مگر تشویشناک حد تک ضرور ہے۔ مگر دیہات میں ہمارے ملک کی تقریباً ۸۰ فیصد آبادی رہتی ہے۔ بیشتر بچے چھوٹی عمر میں ہی سگریٹ نوشی شروع کر دیتے ہیں۔

ایک تجزیے کے مطابق اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں کم علمی اور جہالت سب سے نمایاں ہیں۔ اور اسی جہالت کی بناء پر ہمارے دیہات میں زیادہ تر لوگوں کو اچھے برے کی تمیز نہیں ہے۔ ہر آدمی سگریٹ نوشی کرتا ہے۔ یا حقہ پیتا ہے۔ بلکہ بعض علاقوں میں تو عورتیں بھی حقہ پیتی ہیں۔ اکثر گھروں میں حقہ گرم کرنے کی ذمہ داری بچوں کے ہاتھ آتی ہے۔ اور حقہ تب تک گرم نہیں ہوتا۔ جب تک اس کے دو چار لمبے لمبے کش نہ لئے جائیں۔ بچے جب اپنے بڑوں کے لئے حقہ گرم کرتے ہوئے کش لگاتے ہیں تو معصوم ذہن ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ کام انہیں لگتا ہے ناخوشگوار ہونے کے باوجود بھلا لگتا ہے۔ اور اس طرح وہ بھی حقہ پینے لگتے ہیں۔ اور اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔ گاؤں کے اس ماحول میں چونکہ حقہ پینے کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ اس طرح آہستہ آہستہ گاؤں کی چوپال میں رکھے ہوئے حقے سے بھی لطف اندوز ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کی عادت پڑھتے پڑھتے سگریٹ نوشی پر منتج ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات بچے بڑوں کو سگریٹ نوشی کرتے دیکھ کر متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں۔ سگریٹ کی کمرشلز کے مرغولے بناتے ہوئے لوگ انہیں بہت اچھے اور عظیم لگتے ہیں۔ وہ لاشعوری طور پر ان جیسا بننا چاہتے ہیں۔ اس لئے چھپ چھپ کر سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔ اور ان جیسے انداز اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

کبھی کبھی بڑے لڑکے خود بھی سگریٹ نوشی کر رہے ہوتے ہیں۔ جب کوئی چھوٹے بھائی یا دوسرے بچے انہیں سگریٹ پیتا ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو اس ڈر سے کہ کہیں یہ بچے گھر جا کر ان کی شکایت نہ کر دیں۔ وہ بہانے بہانے سے پیار سے بہلا پھسلا کر انہیں بھی اس لعنت میں ملوث

کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی نقالی کر سکیں۔

شہروں میں بچے سب سے زیادہ فلموں سے متاثر ہو کر سگریٹ نوشی شروع کر دیتے ہیں۔ ایک ہاتھ میں کتابیں اور دوسرے ہاتھ میں سگریٹ پکڑے ہوئے ایک خاص انداز سے کش لگاتا ہوا ہیرو انہیں بہت بھلا محسوس ہوتا ہے۔ اس سے بھی سگریٹ نوشی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس سے آگے وہ والدین قصوروار ہیں جو اپنے بچوں کو اتنے وافر پیسے فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے فلم دیکھتے اور اپنی پسند کی سگریٹ خریدتے ہیں۔ اور پیتے ہیں۔

ملازمت پیشہ والدین کی بھی اکثر اولاد بگڑ جاتی ہے۔ ان کے اپنے اتنے مسائل ہوتے ہیں کہ اپنے بچوں پر بھرپور توجہ نہیں دے سکتے۔ بچے نوکروں کی نگرانی میں پلتے ہیں۔ اور ماں باپ کے پیار کو ترستے ہیں۔ آخر پیار و محبت کے اس خلا کو پر کرنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں۔ کچھ بچے آوارگی اختیار کرتے ہیں اور کچھ سگریٹ نوشی میں آسودگی اختیار کرتے ہیں۔

ماں باپ کی آپس میں ناچاقی بھی بچے پر بری طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ گھر میں ماں باپ کو لڑتا جھگڑتا دیکھتے ہیں تو ان کے لئے تو کچھ نہیں کر سکتے مگر خود ذہنی الجھن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یا پھر اپنی محرومیوں کو حاصل کرنے کے لئے معاشرے سے بغاوت کر دیتے ہیں۔ ان حالات میں وہ اچھے برے کی تمیز کھو دیتے ہیں۔ اور ذہنی سکون کے لئے سگریٹ نوشی اور دیگر برائیوں میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ ہمارے ذرائع ابلاغ مثلاً ریڈیو، ٹی وی بھی براہ راست اس برائی کو پھیلانے میں قصوروار ہیں۔ سگریٹ کے اشتہارات اتنے دلنشین انداز میں دیئے جاتے ہیں کہ بچے بڑے بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ سگریٹ پینے والے آدمی کو ہمیشہ "سپرمین" دکھایا جاتا ہے۔ کبھی بے لگام گھوڑے کو ایک ہاتھ سے روکنے والے طاقتور انسان کو اس طرح دکھایا جاتا ہے۔ جس طرح یہ سب کچھ صرف سگریٹ پینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ بچوں کے معصوم ذہن اس چمک سے بہت جلد اثر قبول کر لیتے ہیں اور وہ چوری چھپے سگریٹ نوشی شروع کر دیتے ہیں۔ جن بچوں کے وسائل محدود ہوتے ہیں۔ اور وہ سگریٹ خرید کر نہیں پی سکتے۔ وہ راستے میں پڑے ہوئے سگریٹوں کے ادھ جلے ٹکڑے اٹھا کر ان سے اپنے شوق کی پیاس بجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر یہ عادت بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچتی ہے کہ انہیں چھوٹی موٹی چوریاں کر کے اپنی اس خواہش کو پورا کرنا پڑتا ہے۔

سگریٹ نوشی کا سب سے خطرناک پہلو منشیات کا استعمال ہے۔ بچے جب ذہنی سکون کے لئے سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں۔ تو کچھ عرصہ بعد سگریٹ پی کر بھی تشنگی کا احساس باقی رہتا ہے۔ اور اس پیاس کو بجھانے کے لئے وہ کچھ اور آگے بڑھتے ہیں۔ اور منشیات کی دلدل میں جا دھنستے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ایسے ظالم لوگ بھی موجود ہیں۔ جو اپنے معمولی سے فائدے کے لئے ایسے بچوں کو چرس، افیون، گانجا، ہیروئن اور ایسی دیگر نشہ آور اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ بچے جب ایک دفعہ نشے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ تو معاشرے کیلئے ناسور بن جاتے ہیں۔ اور بالآخر جوانی تک پہنچتے پہنچتے سسک سسک کر دم توڑ دیتے ہیں۔

سگریٹ نوشی کا روز بروز بڑھتا ہوا رجحان ہمارے مستقبل کو دیمک زدہ لکڑی کی مانند کھوکھلا کر رہا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اپنی قوم کو سگریٹ نوشی کے عذاب سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں انفرادی طور پر اپنا اپنا احتساب کرنا چاہیئے۔ کہ ہماری ذات کی وجہ سے کہیں کوئی پھول کھلنے سے پہلے مرجھا تو نہیں جاتا۔ یا پھر بچہ اگر کسی غلط عادت کا شکار ہو رہا ہے۔ تو اس کی مناسب تربیت کر کے سدھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔۔۔

اصل طریق مُباہلہ کیا ہے؟

مولانا سید منظور احمد آسی۔ مانسہرہ

نجران کے عیسائیوں نے مشورہ کر کے ساٹھ آدمیوں پر مشتمل ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی جن میں چودہ افراد قافلہ کے سالار تھے۔ ابو حارثہ بن علقمہ (۱) ابیب جو اس وفد کا قائد تھا (۲) عبدالمسیح جو وفد کا نائب قائد تھا۔

یہ سب نہایت قیمتی لباس پہنے نماز عصر کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ میں داخل ہوئے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ اس عیسائی وفد نے مسجد نبوی کے ایک گوشے میں اپنے قبلہ کی طرف منہ کر کے عبادت کی پھر ابو حارثہ جو عیسائیوں کا پوپ اعظم تھا، ایک دوسرے شخص کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت نرم اور پیارے لہجے میں ان سے بات فرمائی جو حسب ذیل ہے۔

نبی علیہ السلام:۔ تم لوگ اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے مطیع کیوں نہیں بن جاتے۔؟

ابو حارثہ:۔ ہم لوگ تو پہلے ہی اللہ کے فرمانبردار ہیں ہمیں اسلام کی کیا ضرورت ہے۔

نبی علیہ السلام:۔ تمہارا یہ دعوے صحیح نہیں کیونکہ تم صلیب کے پوجنے ہو اور خنزیر کا گوشت حلال سمجھ کر کھاتے ہو

ابو حارثہ:۔ آپ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں گالیاں دیتے ہیں اور توہین کرتے ہیں۔؟

نبی علیہ السلام:۔ ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیسے گالیاں دے سکتے ہیں۔

ابو حارثہ:۔ آپ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بندہ کہہ کر توہین کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خدا کے بیٹے اور اس کی روح ہیں

نبی علیہ السلام:۔ ہاں ہم حضرت عیسیٰ کو خدا کے بندے اور اس کا کلمہ کہتے ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کے شکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اور یہ اللہ کا

حکم تھا وہ خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔

ابو حارثہ: کیا کوئی انسان بغیر باپ کے بھی پیدا ہوسکتا ہے جب خود آپ مانتے ہیں کہ حضرت عیسٰیؑ کا کوئی باپ نہیں تو پھر تسلیم کیوں نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اُن کے باپ ہیں۔

نبی علیہ السلام: اگر کسی انسان کا باپ نہ ہو تو یہ ضروری نہیں کہ خدا ہی اس کا باپ ہے دیکھو آدم علیہ السلام کو اللہ نے بغیر ماں اور باپ دونوں کے مٹی سے پیدا کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اگر بغیر باپ کے پیدا فرما دیا تو کیا تعجب کی بات ہے۔؟

کچھ اور بھی باتیں ہوئیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ڈالیے دلائل کو مدنظر رکھ کر ایمان قبول کر لیتے اور نصرانیت سے تائب ہو جاتے مگر حضور صلی اللہ سے مزید بحث شروع کر دی جب انہوں نے آپ کی بات نہ مانی تو آپؐ نے انہیں مباہلہ کی دعوت دے دی کہ آؤ ہم ایک میدان میں جا کر دعا کرتے ہیں کہ ہم میں جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو اور خدا کا غضب نازل ہو اور جو سچا ہو اس کو خدا تعالیٰ باقی رکھیں اور اس کے دین کو دنیا میں پھیلائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا جاؤ تم بھی اپنے اہل و عیال کو لیکر میدان میں نکلو اور میں بھی نکلتا ہوں اس دعوت مباہلہ کو ابو حارثہ بن علقمہ نے منظور کر لیا اور کہا صبح نکل کر میدان میں مباہلہ کریں گے لیکن یہ جب دوسرے وفد کے ارکان سے ملا اور حقیقت حال بتائی تو اوہ آپس میں ہم انہوں نے مشورہ کیا کہ جو قوم بھی کسی نبی برحق کے ساتھ مباہلہ کرتی ہے وہ تباہ ہو جاتی ہے کہ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کرلیں اسی بات پر اتفاق کیا۔ جب صبح ہوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ السلام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں ۔ کر اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی انگلی پکڑے ہوئے نکلے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے آپؐ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ جب میں دعا مانگوں تو تم آمین آمین کہنا ابو حارثہ نے جب یہ دیکھا تو اپنے دوسرے کہنے لگا اے جماعت نصاریٰ میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالٰے ان کی بدولت پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے ہٹا دیں گے۔ لہٰذا ہم ہرگز مباہلہ نہیں کرتے بلکہ صلح کر لیتے ہیں اگر ہم نے مباہلہ کیا تو روئے زمین پر ایک نصرانی

باقی ص ۲۶ پر

کیرالہ بھارت میں

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان آمنے سامنے مباہلہ

20 ہزار افراد شریک ہوئے!

مرزا طاہر نے آمنے سامنے مباہلہ کی اجازت دیکر تسلیم کر لیا کہ قرآنی طریق مباہلہ یہی ہے۔

انجمن اشاعت اسلام کیرالہ جو برسوں سے قادیانیت کے خلاف سخت ترین محاذ بنی ہوئی ہے انجمن ہذا اور قادیانی جماعت کے درمیان ۲۸ مئی ۱۹۸۹ء کو شام چار بجے بمقام کوڈیتور، ضلع کالی کٹ، کیرالہ میں مباہلہ ہوا۔ فریقین میں ۴۰ آدمی شریک ہوئے۔ جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ اسلامی تاریخ کا یہ غیر معمولی واقعہ تھا۔ جس پر ساری دنیا میں غور کیا گیا۔

انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے مولوی محمد مدنی صاحب نے دعا فرمائی "ہم یقین کامل سے قائل ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کے بھیجے ہوئے نبی یا رسول نہیں ہیں۔ ان کا اپنے اوپر وحی کا دعویٰ کرنا سراسر جھوٹ ہے۔ ان پر ایمان نہ لانے سے کوئی کافر یا جہنمی نہ ہوگا۔ بلکہ ایمان لانے والا کافر بن جائے گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور رسالت منقطع ہے۔ اے خدائے قادر! اگر ہم اس قول میں جھوٹے ہیں تو ہمارے اوپر لعنت برسا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اگر ہم سچے ہیں تو ہم پر رحمت و برکت کی بارش برسا۔ آمین"

انجمن کے صدر جناب عبداللہ کاکیری، جنرل سیکرٹری عبداللہ احمد، ردقادیانیت کی کتابوں کے مصنف عبدالرحمٰن کوڈیتور، مولوی ابراہیم احمد، قاضی عبدالسلام، خطیب عبدالرحمٰن مدنی، محمد انصاری وغیرہ مباہلہ میں شریک ہوئے

قادیانیوں کی طرف سے محمد ابوالوفا، چیف

رپورٹ: جناب عبدالرحمن کوڈیتور کیرالہ

مشنری کیرالہ نے دعا کی "ہم یقین کامل کے ساتھ قائل ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مہدی موعود، عیسیٰ بن مریم اور مسیح موعود ہیں۔ اور رسول من اللہ ہیں ان کے پیش کردہ الہامات اور وحی اللہ کی طرف سے ہیں۔ ان کے نہ ماننے والے کافر اور جہنمی ہوں گے۔ آنحضرتؐ کے بعد نبوت بغیر شریعت جاری ہے۔ اے خدائے قادر! اگر ہم اس قول میں جھوٹے ہیں تو ہم پر سخت عذاب نازل فرما۔ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" اگر ہم سچے ہیں تو ہم پر رحمتیں برسا۔ آمین"

قادیانی امیر کیرالہ، ڈاکٹر منصور احمد، مبلغ محمد علوی "ایم کویہ" وغیرہ بھی مباہلہ میں شریک ہوئے۔

اس تاریخی واقعہ کی عینی شہادت کے لئے ۲۰ ہزار سے زائد افراد جمع ہوئے، جن میں بوڑھے، بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ مگر سناٹے کا یہ عالم تھا کہ سوئی گری آواز صاف سنائی دیتی تھی۔ تقویٰ اور ایمان کا انمول نظارہ تھا۔ کہ کہیں اور نہیں پایا جاتا۔

انجمن اشاعت اسلام کیرالہ ۱۹۸۱ء سے کیرالہ، کرناٹک اور لکھدیپ میں قادیانیت کے خلاف کام کر رہی ہے۔ تقریری، تحریری اور مناظرے منعقد کرتی ہے۔ پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور اب ایک ضخیم کتاب چار جلدوں میں شائع ہونے والی ہے۔ انشاء اللہ

اس کا اردو اور انگریزی میں بھی ترجمہ کرنے کا ارادہ ہے۔ کتابچے اور پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کرتی رہتی ہے۔ انجمن کی ایک واضح خصوصیت یہ ہے کہ کیرالہ میں کام کرنے والے سارے فرقے قادیانیت کے خلاف تمام اختلافات کو بھلا کر متحد ہو گئے ہیں۔

۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو قادیانی پیشوا مرزا طاہر نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مباہلے کا چیلنج دیا۔ اردو، انگریزی ملیالم، وغیرہ زبانوں میں مباہلے کے ہزاروں نسخے شائع کرکے مفت تقسیم کئے گئے۔ جس پر مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کے خلاف اعتراضات لکھ کر فریق ثانی کو اس پمفلٹ پر دستخط کرکے مباہلے میں شریک ہونے کا کہا گیا۔ ہندوستان، پاکستان، وغیرہ کے ممالک کے بہت سے علماء نے مباہلہ قبول کرکے آمنے سامنے مباہلہ کرنے کیلئے مقام اور وقت مجھے متعین کرنے کو کہا۔ لیکن مرزا طاہر نے جواب دیا کہ مباہلہ کے لئے ایک جگہ جمع ہونا شرط نہیں ہے۔

کیرالہ میں انجمن اشاعت اسلام نے قادیانی چیلنج کا یہ جواب دیا۔ آپ کا چیلنج اصل میں مباہلہ کا نہیں ہے۔ اصلی مباہلہ وہ ہے۔ جو فریقین مع اپنے اہل و عیال کے ایک جگہ جمع ہو کر جھوٹوں پر لعنت ہونے کی دعا کریں۔ یہ جواب اخباروں میں مفصل شائع کیا گیا۔ ملیالم اردو کنڑی وغیرہ زبانوں میں پمفلٹ کی شکل میں شائع کرکے مفت تقسیم کئے گئے۔ یہ بھی لکھا کہ خلیفہ نے جھوٹوں پر لعنت کی دعا نہیں کی ہے۔ لہذا انہیں میدان میں آنا چاہیئے۔ یا اپنے نائب کو دعا کرنے کی اجازت دے دیں۔ خلیفہ نے یہ جواب دیا کہ بظاہر تو تم نے مباہلہ قبول نہیں کیا۔ لیکن زندگی میں آگے بڑھ گئے ہو۔ اس لئے ہمیں امید ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری اہانت کے سامان پیدا کرکے نشان دکھائے گا۔"

فریق ثانی کی اجازت اور علم کے بغیر مرزا طاہر چند علماء و امراء کو اس مباہلہ کی زد میں لائے تھے۔ جن میں جنرل ضیاء الحق۔ عالم الاسلامی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما اور پاکستان کے حکام، مجسٹریٹ وغیرہ شامل ہیں۔ بعد میں قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ نے انجمن کی ساری شرائط قبول کیں۔ اور کیرالہ کی قادیانی جماعت کو انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ اصلی مباہلہ کرنے کی اجازت دے دی۔ اور خود مان لیا۔ ۱۰ جون والا چیلنج اصلی مباہلہ کا نہیں تھا۔ اصلی مباہلہ یہی ہے جو قرآنی ارشاد کے مطابق کیا جائے۔

قادیانی مذہب کے حق و باطل کی تفریق کے لئے کسی قسم کے مباہلے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے ہی میں اس کا فیصلہ ہوچکا ہے۔ چنانچہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۸۳ء کو بمقام امرتسر مولوی صوفی عبدالحق غزنوی اور مرزا غلام احمد قادیانی، کے درمیان مباہلہ ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ فریقین میں جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے گا۔ خدائے قوی و قادر نے یہ فیصلہ کیا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی مر گیا۔ حالانکہ صوفی عبدالحق غزنوی نے ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا۔ اس نو سال بعد تک زندہ رہے۔ ان کا انتقال ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو ہوا۔

اسی طرح ابوالوفا مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے تھے۔ مگر بقول مرزا صاحب انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق خدا سے آخری فیصلہ چاہا۔ اے میرے آقا! مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ ہم میں سے جو تیری نگاہ میں جھوٹا اور مفتری ہے۔ سے صادق کی زندگی میں طاعون ہیضہ وغیرہ جیسی مہلک بیماریوں سے ہلاک کر (بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء) خدا نے فیصلہ فرمایا۔ جو سب سے بڑا عادل ہے۔ اور منصف ہے کہ اگلے سال مرزا صاحب کی موت ہیضہ سے ہو گئی اور مولوی ثناء اللہ اس کے چالیس سال بعد تک قادیانیت کے خلاف کام کرتے رہے۔ مگر قادیانیوں نے مباہلہ کے ان دونوں خدائی فیصلوں کو تسلیم نہیں کیا اور مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر ایمان نہیں لائے۔

اب مباہلے کا چیلنج ملیالم میں شائع ہونے پر مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کا پردہ ایک بار پھر فاش ہوا مرزا طاہر کا نائب، کیرالہ قادیانی جماعت کا امیر ملیالم میں مباہلہ شائع ہونے کے فوراً اس دنیا کو چھوڑ کر واصل جہنم ہوا لیکن قادیانیوں کو اس سے بھی عبرت نہیں ہوئی۔ چنانچہ اب پھر قادیانی خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں لہذا انجمن اشاعت اسلام کیرالہ سے مباہلہ ہو چکا ہمیں کامل یقین ہے۔ خدائے عزوجل ایک بار پھر قادیانیت کے باطل ہونے کا کھلم کھلا فیصلہ کرے گا۔ ہم قارئین سے عرض کرتے ہیں کہ صدق دل سے دعا فرمائیں۔ کہ نادان قادیانیوں کے لئے ایک کھلا نشان دکھایا جائے۔ اور ان کو شرف ہدایت بخشے جنہیں قادیانیوں نے تشویش میں ڈالا ہوا ہے۔

سرکار دو عالم صلعم کی

حضرت معاذ کو وصیت

مرسلہ: محمد قمر الاسلام سلہٹی بنگلہ دیش

حضرت معاذ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ فرمایا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہیں جان سے مار ڈالا جائے۔ اور جلا دیا جائے۔

۲۔ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔ اگرچہ وہ تمہیں اپنے اہل و مال چھوڑ دینے کا حکم دے دیں۔

۳۔ جان بوجھ کر کسی فرض نماز کو نہ چھوڑو۔ کیونکہ جو شخص عمداً نماز چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ شراب مت پیو! کیونکہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

۵۔ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اور گناہ سے بچو۔ کیونکہ نافرمانی کرنے سے اللہ تعالےٰ کا غضب آتا ہے۔

۶۔ جہاد میں دشمنوں کو ہرگز پیٹھ نہ دکھلاؤ۔ اگرچہ تمہارے ساتھ کے تمام لوگ ہلاک ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں انہیں ڈراتے رہو۔ یعنی اہل و عیال میں سے کسی کو بطور سزا اور ادب کے کچھ مارنا پیٹنا ضروری ہو تو اس سے پہلو تہی کرو۔ ان کو اچھی اچھی باتوں کی نصیحت و تلقین کرتے رہا کرو۔ اور دین کے احکام و مسائل کی تعلیم دیا کرو۔ اور ان کو بری باتوں اور بری صحبت سے بچانے کی کوشش کرو!

▲▲▲

تین (۳) آدمی تین (۳) دعائیں جو قبول ہوئیں

● راشد علی بھٹی دوڑ سندھ

ایک دفعہ تین آدمی کہیں جا رہے تھے۔ کہ اچانک بارش ہونے لگی تو انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ اچانک ایک بڑی چٹان غار کے منہ پر آکر گری اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ تینوں نے بہت زور لگایا کہ کسی طرح یہ بڑی چٹان ہٹ جائے۔ اور ہم غار سے باہر نکل جائیں۔ مگر چٹان بہت بڑی اور وزنی تھی۔ تینوں سے ہلی تک نہیں تو وہ بڑے پریشان ہوئے۔ اور کہا کہ اب کیا کریں۔ پھر تینوں نے یہ مشورہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں جس نے جو نیکی کی ہے اس کے صدقے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہماری وہ دعا قبول فرمائے۔ اور ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ ان میں سے پہلے شخص نے دعا مانگنا شروع کی۔

(۱) اے اللہ میرے ایک چچا کی لڑکی تھی۔ میں اس پر عاشق تھا۔ اور اس سے زنا کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ میری بات نہیں مانتی تھی۔ ایک دفعہ اس کو کچھ ضرورت پڑی۔ وہ مجبور ہو کر میرے پاس آئی اور مجھ سے مدد مانگی۔ میں نے کہا کہ پہلے میری خواہش پوری کر دو۔ پھر میں تمہاری مدد کروں گا۔ وہ میری اس بات پر راضی ہو گئی۔ میں نے کہا کہ دروازے کھڑکیاں بند کر دو۔ اس نے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیں۔ میں نے پوچھا کہ کوئی کھڑکی کھلی ہوئی تو نہیں ہے۔ اس نے کہا میں نے ساری کھڑکیاں بند کر دی ہیں۔ مگر ایک ابھی کھلی ہے۔ جو بند نہیں ہوئی۔ میں نے پوچھا وہ کون سی کھڑکی کھلی ہے۔ تو وہ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے۔ جو بند نہیں ہوئی۔ جب اس نے یہ کہا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ تو تیرا خوف میرے دل میں آگیا۔ اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور اس کی مدد بھی کی۔ اے اللہ اگر تجھے میری یہ نیکی پسند آئی ہے۔ تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ اس کی دعا سے چٹان تھوڑی سی سرک گئی۔ پھر دوسرے نے یہ دعا مانگنا شروع کی

(۲) اے اللہ میں چرواہا ہوں۔ میرے ماں باپ بڈھے تھے۔ جب میں بکریوں کا دودھ دوہتا تھا۔ تو پہلے اپنے باپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ پھر اپنے بیوی بچوں کو دودھ دیتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مجھے دودھ دوہنے میں دیر ہو گئی۔ جب میں دودھ نکال کر والدین کے پاس لیکر گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ سو چکے تھے۔ تو میں نے اپنے والدین کو اٹھایا نہیں۔ کہ کہیں ان کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ جب صبح ہوئی تو میرے والدین اٹھے تو میں نے ان کو دودھ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ تم ساری رات دودھ لیکر کھڑے رہے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں یا اللہ! میرے ماں باپ بڑے خوش ہوئے۔ اور پھر دودھ پیا۔ مجھے دعا دی۔ اس کے بعد میں نے بچوں کو اور پھر خود دودھ پیا۔ اے اللہ اگر تجھے میری یہ نیکی پسند آئی ہے۔ تو میری دعا قبول فرما۔ اور اس چٹان کو راستے سے ہٹا دے۔ چٹان اور تھوڑی سی سرک گئی۔ اس کے بعد تیسرے نے دعا مانگی۔

(۳) اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں ایک پیسے والا آدمی تھا۔ ایک دفعہ ایک مزدور مزدوری کرنے میرے پاس آیا تھا۔ جب وہ مزدوری کر کے جانے لگا تو مجھ سے ناراض ہو کر چلا گیا۔ اور مزدوری بھی مجھ سے نہیں لے گیا۔ اے اللہ! پھر میں نے اس مزدور کے پیسوں سے کاروبار شروع کیا۔ ان پیسوں سے میں نے ایک بکری خریدی۔ اس سے بچے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد اللہ تو نے اس میں برکت دی۔ اور وہ ریوڑ بڑے سے بڑا ہوتا چلا گیا۔ کئی سالوں بعد وہ مزدور مجھ سے مزدوری لینے آیا تو میں نے کہا کہ یہ جتنا مال ہے۔ سب تمہارا ہے اس کو لیکر چلا جا۔ وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ ایک تو میری مزدوری نہیں دی اور دوسرا مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ میں نے کہا نہیں بلکہ یہ سارا مال تیرا ہے۔ جو تو نے مزدوری چھوڑی ہے۔ یہ سب اس کا مال ہے۔ وہ شخص بڑا خوش ہوا۔ اور سارا مال لیکر چلا گیا اللہ اگر تیرے نزدیک میری یہ نیکی قبول ہے۔ تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سے چٹان ہٹا دی۔ اور وہ تینوں خیریت سے نکل گئے۔ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹی چھوٹی نیکی بڑی وقعت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

نونہالان ختم نبوت

مرتب: سہیل باوا

بچے اپنی ٹکنول الطلبا اطلاعات کا منبر

جہاد کی فضیلت

غلام قادر خلجی کوئٹہ

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

معلومات خلیفہ بلا فصل

حبیب الرحمٰن ضیاء جھنگ صدر

پیارے بچو!

امت محمدیہ میں سب سے پہلے ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے قبول کیا۔

امت محمدیہ میں سب سے پہلے اسلامی خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے دیا۔

مسلمانوں کی سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی مدت خلافت ۲ سال تین ماہ گیارہ دن تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی وفات ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ میں ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو تین پرانی چادروں میں کفن دیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی نماز جنازہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے پڑھائی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو روضہ رسولؐ میں دفن کیا گیا۔

پیارے بچوں کا حکام سے پر زور مطالبہ ہے کہ آئندہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یوم وفات سرکاری سطح پر شایان شان طریقے سے منایا جائے۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے۔ اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے، تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا خواہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے۔ یا جس سرزمین میں پیدا ہوا وہیں بیٹھا رہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو اس بات کی بشارت نہ سنا دیں، آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے لئے مقرر کئے ہیں۔ دونوں درجوں کے درمیان اتنا فصل (فاصلہ) ہے۔ جیسے زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ پس جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اس سے جنت الفردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور اعلیٰ درجہ (حصہ) ہے۔ مجھے خیال ہے کہ حضورؐ نے اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ اس کے اوپر صرف رحمٰن کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوئیں ہیں۔

فرمایا امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

* میمونہ طاہر ـــ سرگودھا

تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی بلا کی کمزوریاں اور عیوب تھے۔ ان کے نقوش میں توازن نہ تھا۔ قد و قامت میں تناسب نہ تھا۔ اخلاق کا جنازہ تھا۔ کیریکٹر کی موت تھی۔ سچ کبھی بولتا نہ تھا۔ معاملات کا درست نہ تھا۔ بات کا پکا نہ تھا۔ تحریر ایسی کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے۔ لیکن اب سے عرض کرتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمزوری نہ ہوتی وہ مجسمہ حسن و جمال ہوتا۔ قویٰ میں تناسب ایسا کہ سی آئی ڈی کو بھی پتہ نہ چلتا۔ بہادر بھی ہوتا، مرد میدان ہوتا، کیریکٹر کا آفتاب اور خاندان کا ماہتاب ہوتا، شاعر ہوتا، فردوسی ہوتا، ابوالفضل کا پانی بھرتا، خیام اس کی چاکری کرتا، غالب اس کا وظیفہ خوار ہوتا۔ انگریزی کا شیکسپیئر اردو کا ابوالکلام ہوتا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم اسے مان لیتے؟

میں کہتا ہوں کہ اگر علیؓ دعویٰ کرتے کہ جسے تلوار حق نے دی، اور بیٹی نبی کریم نے دی۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ، اور سیدنا عثمان غنی دعویٰ کرتے تو بخاری انہیں نبی مان لیتا؟ نہیں اور ہرگز نہیں ـــ میاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی ایسا انسان نہیں۔ جو تخت نبوت پر سج سکے۔ اور تاج امامت و رسالت جس کے سر پہ ناز کرے۔

مرزا کی بیماریاں

* ماسٹر اللہ دتہ انجم

ہمارے بھائیوں کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ کیا مرزا کی جسمانی اور روحانی حالت، اور صحت ان کے اس دعوے سے کہ میں محمد رسول اللہ کی بعثت ثانی کا مظہر ہوں۔ کوئی مطابقت نہیں رکھتی؟ مرزا کے بارے میں ہر خاص و عام جانتا ہے کہ وہ بہت ہی پیچیدہ امراض کا نشانہ رہا۔ جن میں چند امراض کی فہرست حسب ذیل ہے۔

نمبر۱:- بدہضمی (ریویو مئی ۱۹۲۸ء) نمبر۲:- تشنج (ضمیمہ اربعین نمبر ۳-۴ ص۴) نمبر۳:- تشنج اعصاب (سیرت المہدی ص۱۳) نمبر۴:- جسمانی قویٰ مضمحل (آئینہ احمدیت ص۱۸۹، دوست محمد) نمبر۵:- دق (حیات احمد جلد دوم نمبر اول ص۹۰، یعقوب علی) نمبر۶:- مراق (سیرت المہدی ص۵۲/۲، بدر ۷ جون ۱۹۰۶ء) نمبر۷:- سل (سیرت المہدی ص۴۳ مرزا بشیر احمد) نمبر۸:- ہسٹریا (سیرت المہدی ص۱۳، ص۵۲/۲) نمبر۹:- دماغی بے ہوشی (الحکم ۲۱ مئی ۱۹۲۳ء، حقیقۃ الوحی ص۳۶۳) نمبر۱۰:- غشی (سیرت المہدی ص۱۳، مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۳ صفحہ ۲) نمبر۱۱) نمبر۱۱:- سوسو بار پیشاب (ضمیمہ اربعین ص۳-۴، قوت مردمی کالعدم، تریاق القلوب ص۳۵) نمبر۱۲:- کثرت اسہال (نسیم دعوت صفحہ ۶۸) سستی و نامردی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ۸ صفحہ ۱۴) نمبر۱۳:- دل و دماغ سخت کمزور (تریاق القلوب ص۳۵) نمبر۱۴:- قولنج زحیری (صفحہ ۱۴۳) نمبر۱۵:- مسلوب القویٰ (آئینہ ص۱۸۶) نمبر۱۶:- ذیابیطس (نزول المسیح حاشیہ ص۲۰۹) نمبر۱۷:- ریگن (مکتوب احمدیہ) نمبر۱۸:- دوران سر (نزول المسیح ص۲۰۹ حاشیہ) نمبر۱۹:- شدید درد سر (جس کا آخری نتیجہ مرگی) نمبر۲۰:- حافظہ نہایت ابتر (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص۲۱۰۳) نمبر۲۱: خود مرزا لکھتا ہے۔

مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں سر میں درد سر اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا، اور دوسرے جسم کے نیچے حصے میں پیشاب کا کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ اور یہ دونوں بیماریاں قریب تیس برس سے ہیں۔ (نسیم دعوت ص۶۹) مختصر یہ کہ میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ (مرزا کی زندگی کا آخری فقرہ مندرجہ حیات ناصر ص۱۴)

۹ چیزیں ۹ چیزوں کو کھا جاتی ہیں

عبدالباسط سومرو — بیراج کالونی سکھر

- توبہ گناہ کو کھا جاتی ہے۔
- جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔
- غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔
- صدقہ بلا کو کھا جاتا ہے۔
- غصہ عقل کو کھا جاتا ہے:
- پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔
- تکبر علم کو کھا جاتا ہے۔
- نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔
- عدل ظلم کو کھا جاتا ہے۔

محنت اور تجارت

ساجد محمود راولپنڈی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کو پسند فرماتے جو کوئی کام نہ کرے مزارعت ہو یا تجارت گھر کا کام ہو یا کوئی خدمت سب میں آپ پیش پیش رہتے۔ اور اپنی امت سے اسی کی خواہش رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے پیشہ کو عزت کی نظر سے دیکھتے۔ جس سے جائز کمائی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت میں حصہ لیا اور اس پیشہ کو عزت بخشی۔ آپ نے فرمایا سچا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا

کیا حضرت مسیح ابن مریم مصلوب ہو گئے؟

اور کیا ان کے زخموں کو مرہم عیسیٰ سے اچھا کیا گیا؟

مرہم عیسیٰ کی حقیقت

بابو حبیب اللہ امرتسریؒ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بیہاں اور بہت سے حیرت انگیز دعاوی ہیں اُن میں یہ بھی کوئی کم حیثیت نہیں رکھتا جس پر آج ہم سرسری نظر ڈال رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنا دعویٰ مسیحیت کی بنیاد اس پر رکھی کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو گئے اور ان کی قبر ملک کشمیر میں ہے۔ آج ہم اسی سلسلہ میں مرزا صاحب کے اس دعوے پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ ان پر غشی کی حالت طاری ہو گئی بعد میں دو تین روز کے بعد غشی دور ہو گئی اور ہوش میں آ گئے اور ان کے زخم "مرہم عیسیٰ" سے اچھے ہو گئے۔ امید ہے کہ ناظرین "مرہم عیسیٰ" کی حقیقت کا دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کریں گے۔

جناب مرزا صاحب قادیانی کا مذہب

(۱) کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۳۸۰ تا ۳۸۱ کتاب نزول المسیح صفحہ ۱۸ کتاب مسیح ہندوستان میں صفحہ ۴۹۔ اخبار بدر مورخہ ۲ جون ۱۹۰۸ء کتاب البریہ صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳ (حاشیہ) اخبار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء ضمیمہ الحکم مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ کتاب ایام الصلح صفحہ ۱۳۵۔ راز حقیقت کے صفحہ (حاشیہ) تحفۃ الندوہ صفحہ تحفہ گولڑویہ صفحہ میں ان امور کو تسلیم کیا گیا ہے کہ:-

"حضرت مسیح علیہ السلام ہی گرفتار کئے گئے اور وہی صلیب پر کھینچے گئے تھے۔ یہود اور نصاریٰ دونوں اس بات پر یک زبان متفق ہیں کہ مسیح ناصری ہی پکڑا گیا اور اسی کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۳۳ برس کی عمر میں مصلوب کئے گئے۔"

(۲) کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۰، ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ (حاشیہ) اور ایسے ہی ایام الصلح، راز حقیقت، است بچن، مسیح ہندوستان میں، سراج منیر، تریاق القلوب، لیکچر سیالکوٹ، تحفہ گولڑویہ، مواہب الرحمٰن، کشف الغطاء، چشمہ مسیحی اور کتاب البریہ میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے مگر غشی کی حالت اُن پر طاری ہو گئی تھی بعد میں دو تین روز تک ہوش میں آ گئے اور مرہم عیسیٰ کے استعمال سے اُن کے زخم بھی اچھے ہو گئے۔"

(۳) کتاب مسیح ہندوستان میں کے صفحہ ۵۵ و ۵۶ اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۳۷۸ و ۳۷۹ پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

"ایک اعلیٰ درجہ کی شہادت جو حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے پر ہم کو ملی ہے اور جس میں شہادت ہے کہ بجز ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا وہ ایک نسخہ ہے جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے جو طب کی صدہا کتابوں میں لکھا ہوا پایا جاتا ہے..... اور یہ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی اور کیا یہودی اور کیا مجوسی اور کیا مسلمان سب نے اس نسخہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ اور سب نے اس نسخہ کے بارے میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے لئے ان کے حواریوں نے طیار کیا تھا۔ بہرحال اس دوا کے استعمال سے حضرت مسیح علیہ السلام کے زخم چند دنوں ہی میں اچھے ہو گئے اور اس قدر طاقت آ گئی کہ آپ تین روز میں یروشلم سے جلیل کی طرف ستر کوس تک پیادہ پا گئے۔"

جواب

(۱) حق بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات مقدسہ، احادیث صحیحہ نبویہ، روایات صحابہ، اقوال تابعین و ائمہ ربّانیہ، اسلامی تاریخوں اور اسلامی تفسیروں میں "مرہم عیسیٰ" کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے اور "مرہم عیسیٰ" سے اُن کا علاج ہونے کا کوئی ذکر ہے۔

(۲) علامہ شیخ الرئیس فی الطب بوعلی سینا صاحب کی کتاب "قانون" (مطبوعہ ۱۲۹۴ھ چھاپہ مصری) کی جلد سوم فصل مرہموں کے بیان میں صفحہ ۱۵۲ پر الفاظ یوں ہیں:-

"مرھم الرسل وھو شلیخا ای مرھم الحواریین ویعرف بمرھم الزھرۃ ومرھم منذیا وھو مرھم یصلح بالرفق الناصیر الصعبۃ والخنازیر الصعبۃ لیس شئی مثلہ وینقی الجراحات من اللحم المیت والقیح ویدمل یقال انہ اثنا عشر دواء الاثنی عشر حواریا۔"

(ترجمہ) مرہم رسل۔ اس مرہم کو مرہم شلیخا کہتے ہیں یعنی مرہم حواریین کا اور مرہم زہرہ اور مرہم منذیا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایسا مرہم ہے کہ بآسانی نواصیر سخت اور خنازیر سخت کی اصلاح کرتا ہے کوئی دوا مثل اس کے نہیں ہے اور پھوڑوں کے مردار گوشت اور پیپ کو نکال ڈالتا ہے اور اندمال کرتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں۔"

نوٹ:- شیخ بوعلی سینا نے اس مرہم کو "مرہم عیسیٰ" کے نام سے یاد نہیں کیا نہ ہی اُس نے یہ کہا کہ اسے حواریوں نے حضرت مسیح کے لئے یعنی آپ کے زخموں کے لئے بنایا۔ بلکہ اس نے یہ لکھا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں: اس کو شیخ کا اپنا مذہب لکھنا سراسر دھوکہ دینا ہے۔ پس جناب مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ "ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی اور کیا یہودی اور کیا مجوسی اور کیا مسلمان سب نے اس نسخہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس نسخہ کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اُن کے حواریوں نے تیار کیا تھا" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۵۵) سراسر غلط ہے۔ مرزا صاحب نے کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے صفحہ ۵۶ اور ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۳۷۹ پر بعنوان "فہرست اُن طبی کتابوں کی جن میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے کہ وہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے یعنی اُن کے بدن کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی" سب سے پہلے کتاب "قانون شیخ الرئیس بوعلی سینا" کا نام لکھا ہے حالانکہ اس کتاب میں شیخ الرئیس بوعلی سینا نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے یعنی اُن کے بدن کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔

(۳) جناب مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے صفحہ ۵۶ پر کتاب "منہاج الدکان ودستور الاعیان فی اعمال وتراکیب النافعۃ للابدان" تالیف افلاطون زمانہ ابوالمنا ابن ابی نصر العطار الاسرائیلی الہارونی (یعنی یہودی) کا حوالہ بھی دیا ہے۔ حالانکہ اس کتاب منہاج (مطبوعہ مصر) کے صفحہ ۸۶ پر یوں لکھا ہے:-

"مرھم الرسل وھو مرھم الحواریین ومرھم الشلاحین ومعنی ھذا اللفظۃ بالعبرانی المرسل۔"

(ترجمہ) یعنی مرہم رسل کو مرہم حواریین اور مرہم شلاحین بھی کہتے ہیں اور لفظ شلاحین کے معنے عبرانی میں "رسل" کے ہیں۔"

نوٹ:- اس اسرائیلی طبیب نے اس مرہم کا نام مرہم عیسیٰ نہیں لکھا اور نہ ہی یہ لکھا

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کہ حضرت عیسیٰ کے لئے اُن کے حواریوں نے تیار کیا تھا بلکہ اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا کہ مرہم عیسیٰ حضرت عیسیٰ کے لئے یعنی اُن کے بدن کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ چونکہ یہ طبیب اسرائیلی تھا زبان عبرانی کا عالم۔ اس نے لفظ شلاصین کے صحیح معنے رُسل بتلا دیئے پس جناب مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ یہ عبرانی یا یونانی لفظ ہے جس کے معنی بارہ کے ہیں" (رستہ محمن حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۹۴ ابر منفرد تہالقرآن حصہ اول صفحہ ۹۴ کا حاشیہ۔ تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۲۸) اور یہ کہ شلیخا کا لفظ جو یونانی ہے جو بارہ کو کہتے ہیں ان کتابوں میں اب تک موجود ہے" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۵۲۔ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۶۸) سراسر غلط ہے اور نادرست ہے چنانچہ جناب منشی خادم حسین صاحب احمدی ساکن بھیرہ نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ سلیخا عبرانی لفظ ہے جس کے معنی رُسل کے ہیں (دیکھو اخبار الحکم ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۸)

(۲) کتاب قرابادین کبیر کی جلد دوم کے صفحہ ۵۰۸ و ۵۰۹ پر ہے:-

"مرہم حواری۔ این مرہم را مرہم رسل نیز نامند و ترجمہ کردہ شد در قرابادین رومی بہ مرہم سلیخا و معروف بہ مرہم زہرہ و گفتہ کہ این مرہم دوازدہ دواست از دوازدہ حواری حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کہ ہر یک یک دوا را اختیار کردہ ترکیب نمودند و این مرہم بہترین مرہم ہاست"

اس کے بعد اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے:-

"و گفتہ کہ این مرہم را مرہم نجار و اثنا عشری نیز نامند"

نوٹ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرہم کا کوئی نام نہیں بلکہ متعدد نام ہیں شلیخا یا سلیخا۔ رُسل۔ حواریین۔ مندیا۔ اثنا عشری۔ زہرہ نجار۔ سب سے کم مشہور نام مرہم عیسیٰ ہے جس کو نہ شیخ نے ذکر کیا نہ ہندی نے اور نہ اسرائیلی نے اور نہ صاحب قرابادین کبیر نے اور سب سے قدیم اور مشہور نام شلیخا یا سلیخا اور رُسل ہے۔ اور یہ تو بالکل غلط ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسیٰ کے لئے بنایا گیا۔

(۵) جس زمانہ میں فرنگستان میں طب جالینوس رائج تھا مصدرہ مرکبات کے ایسے ہی شاعرانہ نام وہاں بھی مشہور تھے ایک تریاق تھا جس کا یونانی نام ڈوڈیکا فیمیون ہے جس کے معنی بارہ دیوتا اس میں بھی بارہ اجزا تھے جو یونان کے بارہ دیوتاؤں سے منسوب ہوئے۔ مرہم زیر بحث کا بھی یونانی نام ڈوڈیکا فارمیکم یعنی بارہ دوائیں ہے عیسائی اطباء نے یونانیوں کے تریاق "بارہ دیوتا" کے مقابل اس کو بارہ رسول کے نام سے منسوب کر کے اگر ختم پا سٹولورم زبان لاطینی کہنا شروع کر دیا (دیکھو ڈاکٹر ہوپر کی میڈیکل ڈکشنری) جس کے معنی ہیں "مرہم رسل" اور اس نام میں محض عدد کی رعایت منظور تھی۔ مسلمان اطباء نے اسی بارہ عدد کی رعایت سے اس کو "اثنا عشری" کہا اور مجوسیوں نے اس کا نام مرہم زہرہ رکھا اور اب مسلمانوں کو بھی حق ہو گیا کہ وہ اس کو بارہ اماموں سے منسوب کریں مگر نہ ترجمہ کو کب (قرابادین کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۰۸) زحل کا دیا ہوا نسخہ تھا اور نہ علیہ السلام کی دوائی (قرابادین کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۰۸) خدا نے الہام کی تھی۔ اور نہ مرہم عیسیٰ۔ مرہم رسل۔ مرہم اثنا عشری حضرت مسیح یا حواریوں یا اماموں کا دیا ہوا ہے۔

(۶) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب سے قدیم نام اس کا اسم بامسمٰی ڈوڈیکا فارمیکم ہی تھا یعنی بارہ دوائیں (موم سفید۔ راتینج۔ زنگار۔ جاوشیر۔ اشق۔ زراوند طویل۔ کندر۔ مر کی۔ بیروزہ۔ مقل۔ مردارسنگ۔ روغن زیت) جس کا ترجمہ اثنا عشری ہوا مگر یونانیوں کے تریاق کی ریس میں مجوسیوں نے جو منجم ہوتے تھے اپنے عقیدے کی رعایت سے اس کو مرہم زہرہ کہا۔ یہودیوں نے اس کو مرہم شلیخا کہا۔ عیسائیوں نے مرہم حواریین یا مرہم رسل اور مسلمانوں نے اثنا عشری۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ حالانکہ دوائیوں میں معجون مسیحی مشہور ہے اور مفرح مسیحی بھی (قرابادین شفائی صفحہ ۱۴۲ و ۱۸۳) اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ یہ دوائیں بھی مسیح نے یا حواریوں نے تیار کی تھیں۔"

مرزا قادیانی کی شخصیت

ایک آسان جائزہ

از: مولانا محمد عارف سنبھلی

اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام بھی عجیب ہے ادھر کچھ عرصے سے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ دنیا کے بہت سے ممالک میں قادیانیوں کی خفیہ سازشوں اور اسلام دشمن سرگرمیوں میں تیزی آگئی ہے دوسری طرف اس فتنہ کے تعاقب اور عام مسلمانوں کو اس کی حقیقت سے باخبر کرنے کی کوششوں میں کچھ کمی سی آگئی محسوس ہو رہی تھی بیٹھے بٹھائے مرزا طاہر صاحب کو خوب سوجھی کہ وہ علمائے اسلام کو مباہلہ کا چیلنج دے بیٹھے۔ اس چیلنج کی قلعی تو برادر گرامی مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی نے اس مضمون سے کھول دی تھی جو الفرقان کے شمارہ بابت ماہ دسمبر ۸۸ء میں پیش کیا جا چکا ہے اور چیلنج کے اس ڈھونگ کو سچ مچ کا چیلنج فرض کر کے مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے تمام علمائے اہل حق کی طرف سے اس کا بھرپور جواب دیا جو الفرقان کے نومبر ۸۸ء کے شمارہ میں پیش کیا جا چکا ہے ہمارے خیال میں ایک بڑا فائدہ اس چیلنج کا یہ ہوا کہ علماء اسلام نئی ہمت و توجہ کے ساتھ اس فتنہ کے تعاقب کے اس کام کی طرف متوجہ ہو گئے جسے وہ ماضی قریب میں بخوبی انجام دے چکے تھے اسی سلسلہ کی ایک کڑی مولانا محمد عارف سنبھلی کا یہ مضمون ہے جس میں مرزا صاحب کی شخصیت کے حدود اربعہ بیان کئے گئے ہیں اس مضمون کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا ایک عام آدمی کے لئے بھی آسان ہو جائے گا کہ کیا ایسا پست کردار آدمی نبی ہو سکتا ہے؟؟ نیز یہ کہ اس نبوت کو برحق ثابت کرنے کے لئے مباہلہ کا چیلنج دینے والے کس سطح کے لوگ ہیں (مدیر الفرقان لکھنؤ)

ادھر چند ماہ سے برصغیر اور بعض دیگر ممالک کے مذہبی رسائل قادیانیوں کے مباہلے کے چیلنج کے تذکرہ اور اس کے جواب میں لکھے جانے والے مؤقر مضامین سے بھرے نظر آرہے ہیں ہمیں بھی ڈھائی تین ماہ بیشتر لندن کی قادیانی پارٹی کی جانب سے مباہلہ کا ایک چیلنج نامہ موصول ہوا تھا جو لوگ قادیانیت کی اصلیت سے واقف ہوں گے انہیں اس چیلنج کو پڑھ کر ہنسی آگئی ہوگی واقعہ یہ ہے کہ قادیانیوں کے اس چیلنج کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی آدمی چوری کے ارادہ سے

نقب زنی کرکسی کے گھر میں گھس گیا ہو اور عین اسی وقت جب وہ صندوق میں دونوں ہاتھ ڈالے مال بٹورنے میں مصروف ہو، پکڑ لیا جائے مگر وہ نادم ہونے اور معافی مانگنے کے بجائے نہایت دیدہ دلیری سے کہے کہ لوگو! خبردار! مجھے ہرگز چور نہ سمجھنا میں چور نہیں ہوں بلکہ ولی کامل ہوں اور محض تمہارے مال کو برکت دینے کے لئے یہاں پہنچا ہوں لیکن اگر تم مجھ کو چور ہی سمجھتے ہو تو پھر آؤ مجھ سے مباہلہ کرلو، جو حق پر ہوگا خدا اسے فتح مند فرمائے گا۔ ظاہر ہے کہ لوگ اس کی اس چیلنج بازی کو اس کی سینہ زوری، بے حیائی اور ڈھٹائی پر محمول کریں گے، اس کو پولیس کے حوالے کر دیں گے اور پولیس یہ کہتے ہوئے اس کو حوالات میں دھکیل دے گی کہ جناب تم اس کال کوٹھڑی میں پڑے پڑے مباہلہ کرتے رہنا۔

مرزا غلام احمد کا سیدھا سادہ معاملہ یہ ہے کہ وہ دین اسلام کو دنیا سے مٹا دینے پر مامور کئے گئے تھے انہیں اس منحوس کام پر انگریزی گورنمنٹ نے کھڑا کیا تھا چنانچہ اس گورنمنٹ کی جو خدمت عمر بھر مرزا صاحب نے کی اس کے تذکرہ سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں نمونے کے طور پر چند عبارتیں ملاحظہ فرمایئے

نہایت فخریہ انداز میں مرزا صاحب لکھتے ہیں

۱۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

(تریاق القلوب ص۲۷)

۲۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے (تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

مرزا صاحب اگرچہ جھوٹ بولنے میں اپنی مثال آپ تھے مگر یہاں انہوں نے بالکل سچ کہا کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔

اور جن علماء کرام نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حفاظت دین کے پیش نظر انگریز سے جہاد کا فتویٰ دیا تھا ان کو "مہذب اور شائستہ القاب" سے نوازتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

۳۔ جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتووں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگا دی تھیں جو جو بد (ازنا طلق) انگریزوں کو قتل کر دینا چاہیئے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق نہ انصاف، ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔"

(ازالہ اوہام طبع پنجم ص۲۹۵ حاشیہ)

جب مرزا نے انگریز آقا کی خوشنودی میں اسلامی جہاد کو حرام ٹھہرا دیا اور علماء اسلام کو چور قزاق اور حرامی تک لکھ ڈالا تو یہ کوئی ثواب کا کام تو تھا نہیں کہ انگریز کی طرف سے کسی صلہ سے وہ بے نیاز ہو کر اللہ سے اجر کے طالب ہوتے یہ تو انبیاء علیہم السلام اور ان کے سچے اور مخلصین متبعین ہی کے نصیب کی چیز ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت اس کے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں اور مخلوق کی طرف نظر نہیں کرتے اس لئے مرزا جی انگریز حکام کے حضور عرضیاں لکھا کرتے تھے کہ آقا مجھ خادم اور میرے خاندان پر بھی کچھ عنایت کی نظر ہو جائے نمونے کے طور پر ایسی ہی ایک درخواست جو مرزا جی نے انگریز لیفٹیننٹ گورنر کی خدمت میں پیش کی تھی۔

ملاحظہ فرمالیجئے۔

۴۔ "یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ اپنی مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں (تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

یقین ہے کہ یہ مختصر سی تین چار عبارتیں مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی غرض و غایت کو واضح کرنے کے لئے بالکل کافی ہوں گی۔

مرزا صاحب کا نبوت محمدی کیخلاف اعلان جنگ

مرزا صاحب بخوبی جانتے تھے کہ جب تک اہل اسلام کے دلوں میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی عقیدت و عظمت جاگزیں رہے گی اس وقت تک وہ ہرگز انگریزوں کی غلامی پر راضی نہ ہوں گے اسی یقین کے تحت مرزا صاحب نے سرکار دو عالم کے مبارک و مقدس نام "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ کر دیا مرزا نے لکھا۔

"تم خوب توجہ کرکے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں رہی کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔" (اربعین ۴ ص۱۷)

اس طرح انگریز بہادر کے بل پر مرزا جی نے اپنے انتہائی خطرناک منصوبے کا اعلان کر دیا کہ اب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و محترم اسم مبارک کی تجلی نہیں چلے گی کیونکہ اب دنیا کو اس کی ضرورت نہیں، بلکہ اب

...اور دولت کی تجلی دنیا کو دکھائی جانے گی اسم محمد کی تجلی سورج کی گرم کرنیں ہیں جن کی اب دنیا کو برداشت نہیں رہی اور میری تجلی ٹھنڈی چاندنی ہے اب دنیا میں اسی سے ٹھنڈک پھیلائی جائے گی۔

قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی بابت فرمایا گیا تھا۔

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین ٥ (سورۃ مائدہ)

بیشک تمہارے پاس آیا ہے اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب

اس اعلان خداوندی کے مقابلہ میں مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ آخری نور تو میں ہوں دوسرا کوئی نہیں الفاظ مرزا جی کے یہ ہیں۔

"مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے" (کشتی نوح ص۵۶)

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

"خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرا دیا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے، اور جس کے کان ہوں سنے" (اربعین نمبر۴ ص۶)

دونوں عبارتوں کا صاف و صریح مفہوم یہ ہے کہ لوگ مرزا پر ایمان لائیں گے اور انکی پیروی کرینگے تو ہلاکت سے محفوظ رہیں گے اور نجات کے مستحق ٹھہریں گے اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی پیروی بھی انکو ہلاکت سے نجات نہ دلا سکے گی۔

قرآن حدیث نہیں بلکہ میں

مرزا نے نہایت بیباکی کے ساتھ اعلان کیا کہ اس معاملہ میں قرآن حدیث اصل نہیں بلکہ اصل میں ہوں انہوں نے کہا کہ۔

"تمہیں چاہیئے تھا کہ مجھے قبول کرتے اور بجائے اس کے کہ مجھے ان حدیثوں کیساتھ ناپتے حق یہ تھا کہ ان حدیثوں کو میرے ساتھ ناپتے اور جو حدیث میرے مطابق نہ اترتیں ان کی تاویل کرتے یا ضعیف قرار دے کر چھوڑ دیتے کیونکہ میں خدا کی وحی کے ساتھ بولتا ہوں اور حکم اور عدل ہو کر آیا ہوں، مبارک وہ جو اس نکتہ کو پہچانتا اور ہلاک ہونے سے بچ جاتا ہے" (تبلیغ ہدایت ص۲۶۰ طبع بار سوم ضیا الاسلام پریس ربوہ)

نیز مرزا صاحب نے لکھا۔

(۳) میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر کس بات اور کس غرض کیلئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں (اربعین نمبر۴ ص۲۵)

منقولی بحث

یعنی قرآن مجید کی تفسیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین وغیرہ نے یہ فرمائی ہے اور حدیث شریف میں یہ ارشاد ہوا ہے اور محدثین نے فلاں حدیث کو سند کی لحاظ سے یہ درجہ دیا ہے دین و شریعت کے ثبوت کا یہی طریقہ ہے مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ سب غلط ہے ان کا نام تک میرے سامنے مت لو، اب تو بس میں ہی اول و آخر ہوں جو میں کہوں بس اسی کے آگے سر جھکا دو، اسی میں تمہاری خیریت ہے ورنہ سراسر ہلاکت ہے۔

اس طرح مرزا صاحب نے اپنی دانست میں ان تمام کھڑکیوں اور روزنوں کو بند کر دیا جن سے پھوٹ پھوٹ کر اسم محمد کی تجلی دنیا کو منور کر رہی تھی، داد دیجئے انگریز کی نظر انتخاب کی کہ ایسا فٹ آدمی تلاش کیا جو دین ملت سے غداری میں اپنی نظر آپ تھا جب مرزا صاحب دین و ملت سے غداری کی یہ باتیں لکھتے ہوں گے تو ابلیس اور اس کی ذریت کے گھروں میں گھی کے چراغ جلائے ہوں گے۔

مرزا جی عیسیٰ ابن مریم بنتے ہیں

جب مرزا صاحب نے نبوت کا ڈھونگ رچانے کا منصوبہ پکا کر لیا تو انہوں نے کسی نبی کا نام اپنانے پر غور کیا، اس موقع پر شیطان نے مرزا صاحب کی خصوصی رہنمائی کی اس نے کہا کہ سچے نبی کی حدیثوں میں آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کی خبر دی گئی ہے بس تم یہ کرو کہ قرآن کی طرف منسوب کر کے یہ جھوٹ بولو کہ اس میں یہ پیشن گوئی کی گئی ہے کہ اس امت میں ایک آدمی پہلے مریم کہلائے گا اور پھر مسیح ابن مریم بنا دیا جائیگا اور لوگوں کو بتاؤ کہ وہ مریم اور مسیح میں ہی ہوں، مرزا صاحب کو شیطان کا مشورہ بہت ہی پسند آیا اور انہوں نے اس کو فوراً عملی جامہ پہنا دیا چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا۔

"انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشن گوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا" (کشتی نوح ص۴۸)

مرزا جی کو اس کی ذرا بھی شرم نہ آئی کہ لوگ سورۃ تحریم کو پڑھیں گے اور اس میں یہ عجیب و غریب پیشن گوئی نہ پائیں گے تو وہ ان کی نسبت کیا رائے قائم کریں گے، اگر مرزا جی کو جھوٹے کہے جانے کا خوف یا شرم ہوتی تو وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ ہی کیوں کرتے بہرحال جو لوگ جانتے ہیں وہ تو جانتے ہی ہیں جو نہیں جانتے وہ سن لیں کہ سورہ تحریم میں ہرگز کوئی ایسی مضحکہ خیز پیشن گوئی درج نہیں ہے بلکہ اس کی آخری آیت میں ان مقدس و محترم حضرت مریم کا ذکر خیر فرمایا گیا ہے جو حضرت عمران کی بیٹی تھیں جو اللہ کی نازل کردہ تمام کتابوں پر ایمان رکھتی تھیں جو پاک سیرت و پاک دامن تھیں، سورہ تحریم کی وہ آیت یہ ہے۔

ومریم ابنت عمران
التی احصنت فرجھا
فنفخنا فیہ من روحنا
وصدقت بکلمت
ربھا وکتبہ وکانت
من القانتین ٥

اور مریم بنت عمران جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی پھر ہم نے پھونک دی اپنی طرف سے

ایک جان، اور اس نے تصدیق کی
اپنے رب کے کلمات کی اور اس کی
کتابوں کی اور تھی وہ فرمانبرداروں میں
دنیا میں جھوٹ بڑے بڑے بولے گئے ہیں مگر مرزا کے اس جھوٹ کی مثال مشکل ہی سے ملے گی جو انہوں نے سورہ مریم کی اس آیت کی نسبت بولا ہے۔

مرزا صاحب کا ایک اور شاہکار

مرزا صاحب قرآنی آیات پیش کر کرکے دعوٰی کرتے تھے کہ ان میں میرے مسیح موعود بن کر آنے کی پیش گوئی موجود ہے علماء نے ان کو سمجھایا کہ قرآن مجید کے بارے میں جھوٹ مت بولئے یہ آیتیں جو آپ پیش کرتے ہیں ان میں حضرت عیسٰی کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے آپ بلاوجہ خود کو ان کا مصداق ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں مگر مرزا جی کچی گولیاں کھیلے ہوئے نہیں تھے انہوں نے کہا بھائیو! تم صحیح کہتے ہو قرآن میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہی متعلق پیش گوئی فرمائی گئی ہے مگر تمہیں خبر نہیں ابھی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دوبارہ بھیجنے کا فیصلہ بدل دیا اور یہ آیتیں ان کے بجائے میری طرف کو پھیر دیں مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسٰی رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیش گوئی کے طور پر حضرت عیسٰی کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں۔
(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۵)

گویا مرزا صاحب کے چال چلن اللہ تعالیٰ کو ایسے پسند آ گئے کہ اس نے اپنا فیصلہ ہی بدل دیا بہر حال اہل اسلام خاص طور پر نوٹ کر لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عبارت میں اس کا صاف اقرار کیا ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ یہ عبارت مرزا کی تردید کے سلسلہ میں سیکڑوں کتابوں پر بھاری ہے

مرزا کے چند صریح جھوٹ

مرزا صاحب جھوٹ بولنے میں نہایت دلیر واقع ہوئے تھے ناظرین کو بخوبی اس کا تجربہ ہو چکا یہاں ان کے چند جھوٹ اور بھی نقل کئے جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن
تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ
(سورہ شعراء)

کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ شیاطین
کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں، وہ
اترتے ہیں بڑے جھوٹے اور سخت
گنہگار پر۔

مرزا صاحب کے سابق بیانات کے علاوہ ذیل میں درج ہونے والے بیانات کو پڑھ کر آپ کو یقین ہو جائیگا کہ ان آیتوں کے مرزا صاحب سو فیصد مصداق تھے۔

جھوٹ نمبر ۱

قرآن مجید میں کئی مواقع پر نہایت صریح الفاظ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کیا کرتا تھا مگر مرزا نے فرعون اور اس قوم کی اس شقاوت اور درندگی کا ذمہ دار حضرت موسٰی علیہ السلام کی شریعت کو ٹھہرایا ہے۔ مرزا نے لکھا ہے۔

موسوی شریعت اگرچہ جلالی تھی اور
لاکھوں خون اس شریعت کے حکموں
سے ہوئے یہاں تک کہ چار لاکھ کے
قریب شیر خوار بچے بھی مارا گیا۔
(شہادۃ القرآن ص۲)

بقیہ : اصل طریق مباہلہ

زندہ نہیں بچے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے بلکہ آپ اپنے دین پر قائم رہیں۔ ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اسلام کی دعوت دی لیکن نصاریٰ نہ مانے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا پھر تو ہماری تم سے جنگ ہو گی اس کے سوا کوئی چارہ نہیں نصاریٰ نجران کے وفد نے کہا ہم جزیہ دینے پر تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تسلیم فرمائی اور انہیں امن کا پروانہ لکھ کر دے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ مجھ سے مباہلہ کر لیتے تو تباہ ہو جاتے لیکن یہ محفوظ ہو گئے ورنہ ان کو بندر یا خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیا جاتا۔

اس کے بعد ایک مطالبہ انہوں نے اور کیا اور کہا کہ آپؐ ہمارے ساتھ ایک ایسے صحابی کو بھیج دیں جس سے آپ خوش ہوں جو ہمارے مالی جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا کرے کیونکہ آپ ہماری نظروں میں پسندیدہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا دوپہر میں آنا میں تمہارے ساتھ ایک مضبوط اور امانت دار آدمی کو بھیج دوں گا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرماتے ہیں کہ میرے دل میں کبھی سرداری اور امارت کا خیال نہیں آیا لیکن اس وقت میرا جی چاہتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہی ان کے ساتھ بھیج دیں تو بہتر ہے اس لئے میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے وقت سے پہلے ہی چلا گیا آپؐ نے ظہر کی نماز ادا کرائی، پھر دائیں بائیں نظریں دوڑائیں اور میں اپنی جگہ پر ایڑیوں کے بل اونچا ہوتا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مجھ پر پڑ جائے اور مجھے ہی بلائیں یہاں تک کہ آپ نے حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور انہیں طلب فرمایا۔ اور حکم دیا کہ ان کے ساتھ جاؤ ان کا فیصلہ حق سے کرو۔ بخاری شریف کی ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ سے فرمایا کھڑے ہو جاؤ جب وہ کھڑے ہوئے تو فرمایا تم اس امت کے امین ہو۔ ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے تم اس امت کے امین ہو۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اوّل ص۳۶ پارہ سوم)

بقیہ : حضرت اسماءؓ

حضرت اسماءؓ بے حد صابر و شاکر اور مضبوط حوصلے کی مالک خاتون تھیں۔ راست گوئی آپ کا خاص شعار تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے چند روز بعد ہی حضرت اسماءؓ نے سو برس کی عمر میں ربیع الاول ۷۳ھ کو مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بقیہ : بزم

جو تحریریں چھپیں بہت اچھی تھیں۔ اس طرح یہ ظالم کافر لوگ عنقریب غرق اور تباہ و برباد ہوں گے۔ بلکہ ان کے پاؤں تلے کی زمین بھی نکل جائے گی۔ یہ رسالہ جب میں اپنے بیڈ پر لیکر پڑھتا تو تقریباً مختلف قسم کے لوگ اسے توجہ سے سنتے۔ اور انہوں نے یہ خواہش بھی کی کہ آپ ہمیں یہ پرچہ منگوا کر دیں۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ ضرور منگوا کر دوں گا۔ آخر میں چند تحریریں حاضر ہیں۔ انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔ خدا ختم نبوت کے رسالے کو اس کے پروانوں کو دن دوگنی، رات چوگنی ترقی دے۔

(آمین ثم آمین)

بقیہ : اداریہ

و تو دیف کے بہت زیادہ خواہاں ہوتے ہیں۔ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو میں بھی یقیناً یہ کمزوری ہوگی۔ اس لئے ڈاکٹر سلام نے وزیر اعظم کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی تعریف کر کے یہ اشارہ دیا ہے کہ ملک میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں مجھ سے بہتر اور مجھ جیسا ماہر کوئی نہیں۔ اس لئے مجھے یہ خدمت سونپی جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر مذکور بھٹو مرحوم کے دور تک پاکستان میں رہے۔ (اور ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر یہ کہہ کر ملک چھوڑ کر گئے کہ یہ لعنتی ملک ہے میں اس میں نہیں رہنا چاہتا) تو ان کے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں ملک ترقی کیوں نہ کر سکا؟

بات واضح ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام اور اس کا پورا قادیانی ٹولہ پاکستان کا دل سے دشمن ہے۔ اور اس کے قیام سے ہی دشمن ہے۔ اور وہ اور اس کا پورا ٹولہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ ملک ترقی کرے۔ اب ملک اور اسلام کی خدمت کا عزم ظاہر کرنا سوائے منافقت اور دجل کے اور کچھ نہیں۔

ایسے میں اگر حکومت واقعی ملک کی خیر خواہ ہے اور اس کا نعرہ اسلام ہمارا مذہب ہے صحیح ہے تو اسے نہ صرف ڈاکٹر عبدالسلام جیسے انگریز کے ٹوڈی حاشیہ بردار جاسوس، خود کاشتہ پودے اور اسرائیلی ایجنٹ کو پاکستان سے دور رکھنا ہوگا۔ بلکہ تمام قادیانیوں کو کہوٹہ پلانٹ جیسے حساس اداروں اور فوج و سول کے کلیدی عہدوں سے ہٹانا ہوگا۔ ورنہ تو عوام یہ کہنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ حکومت اسلام اور پاکستان کے معاملہ میں مخلص نہیں ہے

[redacted]

طبی دنیا میں ایک جانا پہچانا نام
مطب صدیقی
قائم شدہ ۱۹۳۰ء
حکیم ظہور احمد صدیقی
○ رجسٹرڈ کلاس اے ○ فون نمبر ۶۹۹
اوقات مطب
○ جمعۃ المبارک ۹ تا ۱۲ بجے دوپہر | موسم گرما ۷ تا ۱۲ – ۵ تا ۸ | موسم سرما ۹ تا ۲ – ۵ تا ۷
○ غرباء طلباء و طالبات کو خاص رعایت ○ ایلوپیتھی ڈاکٹرز (انگریزی علاج) سے مایوس حضرات ایک بار ضرور مشورہ کریں۔ ملاقات سے پہلے وقت لینا نہ بھولیں ○ باہر اور دور کے رہنے والے ٹکٹ یا لفافہ واپسی ڈاک پتہ لکھ کر "تشخیص فارم" منگا سکتے ہیں فارم پُر کر کے روانہ کرنے سے دوا آپ کے گھر تک پہنچانے کا انتظام موجود ہے۔ ۱: مردوں کے امراض مخصوصہ کا فارم ۲: عورتوں کے امراض مخصوصہ کا فارم ۳: عام امراض کا فارم ۴: بچوں کے امراض کا فارم ○ احباب کے کہنے پر جڑی بوٹیوں کا سٹور قائم کر دیا ہے۔ [illegible] اور نایاب ادویات بازار سے بارعایت خرید فرمائیں۔
صدیقی دواخانہ (رجسٹرڈ) مین بازار حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
قادیانیو! سچے دل سے مسلمان ہو جاؤ اور اپنی دنیا و آخرت ٹھیک کر لو۔

شادی بیاہ کے موقع پر زیورات خریدنے کیلئے
زیب جیولرز
تشریف لائیں
فون : 515455
زیب النساء اسٹریٹ کراچی

KHATME NUBOWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-16o

قمر حجازی اوکاڑہ

حضرت زبیر بن عوام
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسلمانوں کے دل میں ہے ہمیشہ احترام ان کا
قمر شامل ہوا عشرہ مبشرہ میں بھی نام اُن کا
محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے لقب پایا "حواری" کا
بلند تر نام نامی ہے زبیرؓ ابن عوام اُن کا
حضور پاک ﷺ کے ہمراہ بہت جنگوں میں شرکت کی
دلیری میں، شجاعت میں نمایاں ہے مقام ان کا
ہے حاصل پانچواں نمبر انہیں ایمان لانے میں
لبالب رہتا تھا عشقِ محمد ﷺ ہی سے جام ان کا
بھتیجے آپ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے
حضور پاک ﷺ کے شجرہ سے جا ملتا ہے نام ان کا
ہوا جب آٹھ کا سن آپ نے کی ہجرتِ حبشہ
مدینہ جانے والوں میں ملے گا تم کو نام ان کا
تھے فتحِ مکہ کے دن آپکے ہاتھوں میں دو پرچم
درخشاں نام دنیا میں رہے گا یوں مدام ان کا
ملا ہے ان کو جنگ جمل میں رتبہ بلند ایسا
ہوا شامل شہیدوں کی صفِ اول میں نام ان کا
قمر تاریخ بھی ہے، نازاں ان کے کارناموں کا
رہے گا تا ابد قائم دلوں میں احترام ان کا

حضرت سعد بن ابی وقاص

قمر حجازی اوکاڑہ

بشارت پانے والوں میں ہوئے شامل یہ ہے عظمت
بنا جنت بقیع آپ کا مدفن یہ ہے رفعت
صحابی ہیں جلیل القدر اور سالارِ اعظم بھی
حبیبؐ کبریا کے ساتھ کی غزوات میں شرکت
رسول اللہ کے ماموں ہیں، دلاور اور مجاہد بھی
جوانِ ہفدہ سالہ تھے، ملی اسلام کی دولت
وہی ہیں فاتحِ ایران و کوفہ کے گورنر بھی
ملی تاریخ انسانی میں اُن کو عزت و شہرت
وہی کوفہ کے بانی اور پہلی چھاؤنی کے بھی
سلیقہ مند حاکم اور وہی ہیں صاحبِ سطوت
ارادہ ہے کروں گا حشر تک ذکرِ صحابہؓ میں
مرے سینے میں ارزاں ہے قمر ایمان کی دولت